دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۱۶ شمارہ نمبر ۸) ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ جنوری ۲۰۰۶ء

فہرست

۱۔ سنگِ حرم	۲
۲۔ نذرانۂ عقیدت	۳
۳۔ اداریہ	۴
۴۔ تفسیر یوسفی	۵
۵۔ قربانی اور اس کے مسائل	۱۰
۶۔ قربانی صرف تین دن ہے	۲۴
۷۔ ثواب ہی ثواب	۲۹
۸۔ قبر	۳۱
۹۔ تعارف	۳۶
۱۰۔ داخلہ جاری ہے	۳۷

بیادگار:

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر
شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا سولہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر' ایران' ترکی' عراق	1500
عرب امارات وسعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

سنگِ حرم

از قلم: حضرت مولانا محمد یونس مالیگ علیہ الرحمہ

ملا جو اپنے مقدر سے ہم کو چوم لیا
عطیہ جان کے قدرت کا غم کو چوم لیا
ترے دیئے ہوئے ہر عیش و غم کو چوم لیا
متاعِ عشق شہِ ذی چشم کو چوم لیا
تری عطا ترے حسن کو چوم لیا

جو راہ عشق محمد (ﷺ) میں پائمال ہوا
ریاض دہر میں پھولا پھلا نہال ہوا
وہ خاص بندہ مقبولِ ذوالجلال ہوا
وہ پہنچا منزلِ مقصود پہ باکمال ہوا
کہ جس نے آپ کے نقشِ قدم کو چوم لیا

غلافِ کعبہ کو چوما لگایا آنکھوں سے
طوافِ کعبہ میں دیوانہ وار خوب پھرے
لئے ہیں بوسے محبت میں حجرِ اسود کے
لپٹ کے کعبہ کی دیوار سے کبھی روئے
سمجھ کے در ترا سنگ حرم کو چوم لیا

ہے راہ عشق و محبت میں گو پریشانی
کرے گا طالب صادق بھی خون کا پانی
یہاں تو شوقِ شہادت کی ہے فراوانی
جو مانگی عشق نے راہ طلب میں قربانی
تو بڑھ کے حلق نے تیغ دو دم کو چوم لیا

ابھی تو آہ میں شاید اثر نہیں ہوتا
کہ اپنا جانب طیبہ گذر نہیں ہوتا
جو بختِ خفتہ مرا اَوج پر نہیں ہوتا
نصیب مجھ کو جو رختِ سفر نہیں ہوتا
تو زائرانِ حرم کے قدم کو چوم لیا

میں اپنی زیست کا حاصل اسی کو سمجھوں گا
جو وقت مدحت محبوبِ حق میں گذرے گا
دُعا ہے سر میں یونؔس کے بس یہی سودا
تمام عمر ہو اے کاش مشغلہ میرا
کہ لکھ کے نعتِ محمد (ﷺ) قلم کو چوم لیا

نذرانۂ عقیدت

دَربارگاہِ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

از قلم: پیر طریقت حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ

بارگاہِ الٰہی وچ عشق ہویا باریاب جناب خلیل دا اے
جُھوٹھے خواب نئیں آوندے سچّیاں نوں سچّا خواب جناب خلیل دا اے
بنا وحی دے خواب وچ وحی ہوگئی آندائیں پیغام جبریل رب دا

چھیتی ہوواں میں سرخرو بارگاہ وچ اضطراب جناب خلیل دا اے
دَسیّا نئیں جبرائیل نوں جدوں کیتا انتخاب جناب خلیل دا اے
مارے آن شیطان نے بڑے پیچے پر نئیں اُلجھیا پاک خلیل رب دا

سارا مال خلیل قربان کرکے لے کے لال منیٰ ول جا رہیا اے
پیکر ازلی وفاواں دا والہانہ راہگذار وفا وَل جا رہیا اے
ذبح ہون دا باپ توں حُکم سُن کے ذبیح اللہ نے باپ ول ویکھیا سی

پھر دا گیا شیطان خُدا وَلّوں بندہ توڑ خُدا ول جا رہیا اے
جُرأت ویکھ پیغمبر دی اَجل لرزی ہَسدا نبی قضا وَل جا رہیا اے
سوز گیا بھر یا وَال وَال اندر جدوں اپنے آپ وَل ویکھیا سی

مِلدا یار نہ بیٹھ صرف منبراں تے مِل جاندائے یار تلوار تھلّے
قُدسی فلک دے ویکھدے پئے ہیسن بے قرار ہوکے بار بار تھلّے
ذبح ہون دا ایناں سی شوق بلکہ سی آواز دِتی چھیتی کرو ابّا

اپنی ساری کمائی خلیل اللہ رکھ دِتی سی چھری دی دھار تھلّے
ذرا جناں وی تڑفیا پھڑ کیا نئیں ایسا مست ہیسی مست وار تھلّے
شالا نذر منظور خدا کر لئے کرکے ذبح دربار وچ دھرو ابّا

چھری پتر دی دھون تے پھیر کے تے لگی توڑ نبھائی خلیل اللہ
کرکے یار توں اپنا فدا سب کُجھ لے لئی ساری خدائی خلیل اللہ
جگر گوشے دی دھون تے چھری پھیری جُرأت والی خلیل تے حد ہوگئی

سوہنا دَسیا ول قربانیاں دا سوہنی رسم چلائی خلیل اللہ
جیویں رب کہیا اونویں عمل کرکے کیتی وعدہ وفائی خلیل اللہ
اِک لحظے توں پہلاں لیائے دُنبہ تیزی والی جبریل تے حد ہوگئی

نبی زادے تے چھری نئیں پھرن دتی کرم اللہ جے کیتا تے خوب کیتا
اسماعیل نے عشق دیاں منزلاں دا راہ سُکھلا جے کیتا تے خوب کیتا
پُتر کرنا قربان وی ہے مشکل آپوں ہونا قربان وی نئیں سوکھا

دولت بخش کے ذِبحِ عظیم والی پُر پلّا جے کیتا تے خوب کیتا
وچ جگ دے سچیاں جھوٹھیاں نوں کلّا کلّا جے کیتا تے خوب کیتا
بلکہ عشق دی منزل دے ول یوسف اِک قدم اٹھاون وی نئیں سوکھا

www.seedharastah.com

اداریہ

عدالت عظمیٰ کا مستحسن قدم

پاکستان کی عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے آئے دن پتنگ کی ڈور سے گلا کٹ جانے سے مرنے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ کے پیش نظر از خود ایکشن لیتے ہوئے، پتنگ بازی پر پابندی عائد کرتے ہوئے، متعلقہ اربابِ اختیار حضرات کو باقاعدہ عدالت میں طلب کر کے ہدایت کی کہ وہ عدالتی پابندی کو مؤثر بنانے کے لئے ٹھوس اقدامات کریں۔ ہر چند کہ پتنگ بازوں کے وکیل نے پتنگ سازی، پتنگ بازی اور اس کے لئے ڈور کی تیاری پر پابندی کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سے لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے اور اس پابندی سے ان کے لئے روزگار کا سلسلہ بند ہو جائے گا۔ لہٰذا اس پابندی کو ختم کیا جائے۔ لیکن عدالت عظمیٰ نے نہایت واضح اور مستحکم موقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ کیا لوگوں کو پتنگ کی ڈور سے مرنے دیا جائے اور مارنے والوں کے خلاف اس انسانی حقوق کی تلفی پر کوئی کارروائی نہ کی جائے؟ عدالت نے مزید کہا کہ اگر پتنگ بازی پر پابندی سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور روزگار کا سلسلہ بند ہو رہا ہے تو کیا جن لوگوں کا روزگار منشیات فروشی سے وابستہ ہے ان کو قانونی تحفظ دے دیا جائے؟ اسی طرح عصمت فروشی اور سمگلنگ کے کاروبار سے بھی لوگوں کا کاروبار وابستہ ہے پھر ان کے خلاف کارروائی کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔

پتنگ بازی کو اب ایک کھیل بھی قرار دیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ کھیل ایسا انوکھا اور جان لیوا کھیل بن گیا ہے کہ اس خون ریزی کا شکار وہ افراد ہوتے ہیں جو اس کھیل میں شامل ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کھیل کے کھیلنے والوں کو احساس تک بھی نہیں ہوتا کہ انہوں نے کس کے ساتھ کیا ظلم کیا ہے کہ لوگ اچانک بے جان لاشے کی طرح فرش میں گر جاتے ہیں اور پھر ستم یہ کہ ان کا قاتل کون ہے؟ اس کا کوئی سراغ بھی نہیں ملتا۔ نامعلوم اس سے کتنے گھر ویران ہو رہے ہیں اور پیچھے رہ جانے والوں کی آہیں اور سسکیاں دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ پتنگ بازی سے جہاں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں وہاں ملی معیشت پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں کہ اس سے واپڈا کو اربوں روپے کے نقصان کے علاوہ ملکی صنعت بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ عدالت کے روبرو لاہور الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کے چیئرمین نے اعتراف کیا کہ پتنگ بازی پر پابندی سے واپڈا کا نقصان کم ہو گیا ہے۔ قبل ازیں تقریباً ہر سطح پر پتنگ بازی پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ضلعی اور صوبائی حکومتوں نے پتنگ بازی اور اس سے متعلقہ تمام کاموں پر پابندی لگا دی تھی۔ حکومت کے اس اقدام کو ہر سطح پر سراہا گیا اور مزید یہ مطالبہ کیا کہ اس پابندی کو باقاعدہ قانونی شکل دے دی جائے۔ لیکن کچھ نامعلوم عناصر اس پابندی کے حق میں نہیں۔ لہٰذا وہ کسی نہ کسی طرح اربابِ اختیار پر اثر انداز ہو کر مجبور کر رہے ہیں کہ بسنت کے موقع پر خواہ عارضی طور پر ہی سہی، اس پابندی کو ختم کیا جائے۔ شنید ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں ایک اپیل عدالتِ عظمیٰ میں دائر کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ حکومت خود اس پابندی کو مؤثر بنانے کے لئے مخلص نہیں۔ عوام میں بجا طور پر یہ تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ حکومت اپنے نام نہاد ’’روشن خیال تشخص‘‘ کو روشن تر کرنے کے لئے جشن بہاراں کے نام پر خرافات کا سلسلہ شروع کرے گی تو پتنگ بازی سے پابندی اُٹھ جائے گی۔

پچھلے چند سالوں سے بسنت نائٹ اور پتنگ بازی کو جس طرح حکومتی سرپرستی میں منایا جا رہا ہے۔ اس سے بھی اس جان لیوا کھیل کو فروغ اور شہرت حاصل ہوئی ہے۔ کسی دانشور کا قول ہے کہ اگر بادشاہ کسی باغ سے ایک سیب توڑ کھائے گا تو رعایا سارے باغ کو اکھاڑ لے جائے گی۔ اسی مصداق اگر اربابِ اختیار ہی بسنت نائٹ منائیں اور پتنگ بازی میں حصہ لیں گے تو پھر پتنگ بازوں کو یہ احساس کیونکر ہو گا کہ دور کہیں ان کی ڈور سے کسی گھر کا چراغ بجھ گیا ہے۔

اربابِ اختیار کو محض ہٹ دھرمی سے نہیں بلکہ انسانی محبت میں صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے عدالتی احکامات اور پابندی پر خلوص نیت سے عمل درآمد کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں اور اس حقیقت کا ادراک کرنا چاہئے کہ کھیل انسان کے لئے ہے نہ کہ انسانی جانوں کو ضائع کرنے کے لئے اور انسانی جان کے بدلے کسی بھی کھیل کی اجازت دینا ظلم کی تائید و حمایت کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین!

www.seedharastah.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْ مُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ o (الحج:۳۷)

”اللہ تبارک وتعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری باریاب ہوتی ہے۔اسی طرح اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جانوروں کو تمہارا مطیع کر دیا اور اس پر تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (علیہ السلام) نیک لوگوں کو خوش خبری سنا دیں“۔

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْ مُھَا میں یہ بتانا مقصود ہے کہ قربانی جو ایک عظیم عبادت ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس اس کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا، نہ وہ مقصود ہے۔ بلکہ اصلی مقصود بکرا، چھترا ہے، اس پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام لینا اور دلی اخلاص کے ساتھ رب کائنات عزّ وجل کے حکم کی بجا آوری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ساری مخلوق سے غنی اور بے نیاز ہے۔

وَقَدْ کانوا فی جاھلیتھم اذا ذبحوھا لآ لھتھم وضعوا علیھا من لحوم قرا بینھم نضحوا علیھا من دمائھا [۱]

”دورِ جاہلیت میں یہ ایک بد رسم تھی کہ جب وہ لوگ (یعنی مشرکین) اپنے معبودوں کے لئے جانور ذبح کرتے تھے تو قربانی کے جانوروں کا گوشت ان کے سامنے رکھ دیتے تھے اور ان پر خون کا چھینٹا دیتے تھے“۔

اور یہ بھی دستور تھا کہ بیت اللہ شریف پر قربانی کا خون چھڑکتے تھے۔ **فقال اصحاب رسول اللہ ﷺ فنحن احق ان ننضح فانزل اللہ (لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْ مُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط)** [۲]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (مسلمان ہونے کے بعد) ایسا کرنے کے لئے عرض کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت مبارکہ نازل فرمائی۔اللہ تبارک وتعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری باریاب ہوتی ہے“۔اس کو قبول فرماتا ہے اور اسی پر بدلہ عنایت فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَ قُلُوْبِکُمْ** [۳]

”بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے“۔

کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ o

---

[۱] ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۴۔ [۲] درمنثور جلد ۶ ص ۵۶، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ ص ۴۴۔ [۳] ابن ماجہ ص ۳۱۵ حدیث نمبر ۴۱۴۳، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۴۔

''اسی طرح اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جانوروں کو تمہارا مطیع کردیا اور اس پر تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) نیک لوگوں کو خوش خبری سنادیں''۔

حضرت عامر شعبی علیہ الرحمہ سے کھالوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ (**عن جلد الاضاحی**) تو فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کو گوشت اور خون نہیں پہنچتا اگر چاہو تو بیچ دو، اگر چاہو خود رکھ لو اور اگر چاہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں دے دو۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے جانوروں کو تمہارے قبضے میں کردیا ہے کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین اور شریعت اسلامیہ کی راہ پاکر اس کی مرضی کے کام کرو اور جو کام اسے پسند نہیں ان سے بچو۔ جو لوگ نیکوکار ہیں۔ حدود الٰہیہ کے پابند ہیں، شریعت کے عامل ہیں، رسول کریم ﷺ کو مانتے ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں اور لائق خوش خبری ہیں۔

حدیث شریف:

ایک حدیث شریف میں ہے: **ان الصدقة تقع فی ید الرحمن قبل ان تقع فی ید السائل و ان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع الی الارض** [۴]

''قبل اس سے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں جائے، صدقہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکنے سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خون کا قطرہ الگ ہوتے ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی قبول ہوجاتی ہے''۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ

''ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی ہے تاکہ ان بے زبان جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام ذکر کریں۔ یہ جانور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں''۔

منسک کا معنی حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے یہ کیا ہے: **الذبح و اراقة الدم** ''ذبح کرنا اور خون بہانا''۔ جب کوئی شخص ذبح کرتا ہے تو کہا جاتا ہے: **نسک ینسک نسکا** اور جو جانور ذبح کیا جائے اس کو **نسیکة** کہتے ہیں۔ اس کی جمع نُسُک ہے اس ارشادِ ربانی سے ان لوگوں کی غلطی بھی آشکارا ہوگئی جو حج کے موقعہ پر منیٰ میں قربانی دینے کے تو قائل ہیں لیکن عید الاضحیٰ کے موقع پر تمام مسلمان جو قربانیاں دیتے ہیں۔ اس کو اسراف اور اضاعتِ مال کہتے ہیں۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دس سالہ دور میں ہر سال قربانی دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی دینے کا حکم فرمایا اور اس کے احکام سے آگاہ فرمایا اور ہر دور میں آج تک امت مسلمہ کا ہر جگہ اس پر عمل رہا ہے۔

قربانی کا حکم ہر پچھلی شریعت اور مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں موجود رہا۔

پہلی قربانی کا واقعہ:

حضرت اماں حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہر مرتبہ جوڑا پیدا ہوتا تھا۔ (ایک لڑکا اور ایک لڑکی، سوائے حضرت شیث علیہ السلام کے) **و کان جمیع ما ولد اربعین ولدا فی عشرین بطنا اولھم قابیل و توامته اقلیما و ثانیھم ھابیل و توامته لبودا و اخرھم ابو المغیث و توامته ام المغیث** [۵]

''(حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے) کل بیس مرتبہ چالیس بچے پیدا ہوئے، سب سے پہلے قابیل اور اس کے ساتھ

[۴] ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۹۴۔ [۵] مظہری جلد ۳ ص ۷۸۔

اقلیما پیدا ہوئی اور دوسری بار میں ہابیل اور لبودا پیدا ہوئی، آخر میں ابوالمغیث اور ام المغیث کی پیدائش ہوئی''۔

وکان ادم اذا شب اولادہ یزوج غلام ھذا البطن جاریة بطن اخری فکان الرجل منھم یتزوج ایة اخواتہ شاءَ الا توامتہ ۶

''حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد جب جوان ہوجاتی تو آپ ایک بطن (جوڑے) کے لڑکے اور دوسرے بطن (جوڑے) کی لڑکی کا باہم نکاح کردیتے تھے بلکہ ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ اپنی ہمزاد لڑکی کے علاوہ جس بطن (جوڑے) کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے کرسکتا تھا''۔

فلما بلغ قابیل وھابیل النکاح اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ ادم ان یزوج کل واحد منھما توامة الاخر فرضی ھابیل وسخط قابیل ۷ ''چنانچہ قابیل اور ہابیل جب نکاح کے قابل ہوئے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے کی ہمزاد لڑکی سے نکاح کردیں۔ ہابیل تو اس پر رضامند ہوگئے مگر قابیل ناخوش ہوا''۔

قابیل کہنے لگا میں اس کا زیادہ مستحق ہوں جو میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تیری ہمزاد تیرے لئے حلال نہیں، قابیل نے یہ بات ماننے سے انکار کردیا اور بولا، یہ کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم نہیں ہے۔ صرف آپ کی رائے ہے۔

فقال آدم فقر با قربانا فمن یقبل قربانہ فھو احق بھا ۸

''حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم دونوں قربانی پیش کرو، جس کی قربانی قبول ہوجائے گی، وہی اس کا مستحق قرار پائے گا''۔

قربانی کی قبولیت کا معیار:

آغاز انسانیت سے قربانی کے قبول اور عدم قبول کا معیار یہ تھا کہ آسمان سے ایک سفید آگ آکر قربانی کھا جاتی تھی اور قربانی قبول ہوجاتی تھی اور اگر آگ نہ آتی تو قربانی غیر قبول قرار پاتی۔ اس کا ثبوت سورۂ آل عمران کے ان کلمات سے ملتا ہے: **حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ یَّاْکُلُهُ النَّارُ** ۹ ''جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائیں گے جسے آگ کھا جائے''۔ (پھر چرندے، درندے گوشت خور پرندے وہ کھا لیتے تھے)۔

پچھلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ادوار میں یہ طریقہ تھا کہ صدقات کے مال کسی میدان یا پہاڑ پر رکھ دیئے جاتے تھے اور آسمانی آگ ان کو آکر جلا دیتی تھی۔ یہی صدقات کی قبولیت کی علامت ہوتی تھی۔ (مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر خاص امتیاز عطا فرمایا ہے کہ اموال، صدقات اور قربانیاں آسمانی آگ کی نذر کرنے کی بجائے مسلمان فقیروں اور محتاجوں کو دیئے جاتے ہیں۔

قابیل اور ہابیل کی قربانی:

قابیل کاشتکار تھا۔ (**قابیل صاحب زرع) فقرب صبرة من طعام من اردی زرعہ** ''اس نے بہت ہی ردی قسم کے غلہ کا ڈھیر پیش کیا''۔ **ھابیل صاحب غنم فعمد الی احسن کبش من غنمہ فقرب بہ** ۱۰ ''ہابیل بکریوں والا تھا، اس نے نہایت عمدہ مینڈھا قربانی میں پیش کیا''۔ **فوضعا قربانھا علی الجبل ثم دعا آدم علیہ السلام فنزلت نار من اسماءِ فَتُقُبِّلَ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ** ''چنانچہ دونوں نے اپنی اپنی قربانی پہاڑ پر رکھ دی پھر آدم

۶ مظہری جلد۳ ص۷۸۔ ۷ مظہری جلد۳ ص۷۸۔ ۸ مظہری جلد۳ ص۷۸۔ ۹ آل عمران: ۱۸۳۔ ۱۰ مظہری جلد۳ ص۷۹۔

علیہ السلام نے دُعا فرمائی اور آسمان سے ایک آگ آئی، تو ان میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے (یعنی قابیل) کی قربانی قبول نہ ہوئی''۔

پہلی اقوام کا حال کیسا تھا کہ اعمال کا دنیا ہی میں مقبول و نا مقبول ہونے کا اعلان ہو جاتا تھا۔ ایسے لوگ جن کی قربانی قبول نہیں ہوتی تھی۔ دنیا ہی میں بدنام ہو جاتے تھے جیسے قابیل کا حال ہوا۔ لیکن ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں اس بدنامی سے محفوظ فرمایا ہے۔

بنی اسرائیل میں قربانی تو مذہب کا ایک اہم رکن رہی ہے۔ تمام پچھلی امتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر ذبح کرتی تھیں اور سب کے سب مکہ مکرمہ میں اپنی قربانیاں کرتے تھے۔ قربانی کے حکم سے مقصد تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کی تعظیم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے حصولِ تقرب ہے۔ یہ جانور وغیرہ کی حیثیت تو محض ایک ذریعہ کی ہے۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ○ (الحج ۲۸)

''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام کا مقررہ دنوں میں ذکر کریں۔ ان بے زبان چوپائیوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انہیں عطا فرمائے ہیں پس ان میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ''۔

مقررہ دنوں سے مراد ایام نحر ہیں۔ یہ قول ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اور ہر تقدیر پر یہاں ان دنوں سے خاص روزِ عید مراد ہے''۔ (خزائن العرفان)

کفار، حج کے دنوں میں جو جانور ذبح کرتے تھے، ان کا گوشت خود نہیں کھاتے تھے مسلمانوں کو اجازت دی جا رہی ہے تم خود بھی کھاؤ اور جو غریب و مسکین ہیں ان کو بھی کھلاؤ۔ البتہ جو جانور بطور کفارہ ذبح کئے جائیں گے ان کا کھانا کفارہ دینے والے کے لئے جائز نہیں۔

سورۂ حج میں مزید فرمایا: **فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○** (الحج: ۳۶)

''تو تم خود بھی اس میں سے کھاؤ اور اس میں سے اسے بھی کھلاؤ جو قناعت کرنے والے ہیں اور مانگنے والے ہیں۔ ہم نے ان جانوروں کو تمہارے لئے فرمانبردار بنا دیا ہے، تاکہ تم (اس احسان کا) شکریہ ادا کرو''۔

ہم ذرا غور کریں جب ہم یہ جانور ذبح کرنے لگتے ہیں تو یہ جانور خاموش کھڑے رہتے ہیں اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہم ان کی گردن پر چھری چلانے والے ہیں، لیکن رسی سے بندھے کھڑے رہتے ہیں، بھاگتے نہیں اور نہ ہی ہم پر حملہ کرتے ہیں۔ کبھی کبھار سننے میں آتا ہے کہ جب گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹانے لگے تو بھاگ کھڑی ہوئی لیکن پھر پکڑی جاتی ہے اور ذبح کر دی جاتی ہے۔ کس (کی قدرت) نے انہیں ہمارے تابع کر دیا ہے۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہے، ورنہ اونٹ جیسا قوی اور سرکش جانور ہمیں مَسل کے رکھ دے اور گائے اپنا سینگ ہمارے پیٹ میں گھونپ دے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اللہ کریم جل وعلا نے ان قوی اور طاقتور جانوروں کو ہمارے تابع کر کے انعامات سے سرفراز فرمایا ہے اس کا مقصود و مدعا یہ ہے کہ ہم اس کے شکر گزار بندے بن جائیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نحر ھدیه امر من کل بدنة ببضعة فطبخ فاکل من لحمھا وحسامن مرقھا [۱۱]

---

[۱۱] ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۸۹۔

''رسول کریم ﷺ نے جب قربانی کی تو حکم فرمایا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا نکال کر پکا لیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے وہ گوشت کھایا اور شوربا پیا''۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، **احب ان یاکل من اضحیته لان اللہ یقول فکلوا منها**

''میں اسے پسند کرتا ہوں کہ قربانی کرنے والا قربانی کا گوشت کھالے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے اس میں سے کھاؤ''۔

اونٹ کا نحر کیسے ہے؟

قرآن مجید میں آتا ہے: **وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ** ؗ صلے **فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ** ۚ **فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ** ط **كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ**o

''اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی نشانیوں سے کئے۔ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے اور ان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لو۔ ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے پھر جب ان کی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والوں اور سوال کرنے والوں کو کھلاؤ اور ہم نے ہی چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر رکھا ہے کہ تم شکر گزاری کرو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ''صوآف'' کے معنی اونٹ کو تین پاؤں پر کھڑا کر کے اس کا ایک پاؤں باندھ کر **بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ** پڑھ کر اسے نحر کرنے کے ہیں۔ [12]

عن ابن عمر انه اتی رجل قد اناخ بدنة ینحرها فقال ابعثها قیاماً مقیدة سنة محمد ﷺ [13]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کو نحر کرنے کے لئے بٹھایا ہے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا! اسے کھڑا کر دے اور اس کا پاؤں باندھ کر اسے نحر کر، یہی حضور نبی کریم ﷺ کی سنّت ہے''۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کا بیان کرتے ہوئے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے تریسٹھ اونٹ اپنے نورانی ہاتھ مبارک سے نحر کئے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں حربہ تھا۔

جب اونٹ نحر ہو جائے، ٹھنڈا پڑ جائے تو خود کھاؤ اوروں کو کھلاؤ۔ نیزہ مارتے ہی ٹکڑے کاٹنے شروع نہ کرو۔ جب تک روح نہ نکل جائے اور جانور ٹھنڈے نہ پڑ جائیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیءٍ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحه ولیحد احدکم شفرته و لیرح ذبیحة** [14]

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھا سلوک کرنا لکھ دیا ہے۔ دشمنوں کو میدانِ جنگ میں قتل کرتے وقت بھی نیک سلوک رکھو اور جانوروں کو ذبح کرتے وقت اچھی طرح نرمی کے ساتھ ذبح کرو، چھری تیز کر لو اور جانور کو تکلیف نہ دیا کرو''۔

---

[12] مظہری جلد ۶ ص ۳۲۴، درمنثور جلد ۶ ص ۵۲، ابن جریر جلد ص ۱۵۳، فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۶۷۔ [13] مظہری جلد ۶ ص ۳۲۴، فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۶۷۔ [14] مسلم، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۲۱، ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۹۱، نسائی، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۴۰۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۷۰، دارمی جلد ۲ ص ۸۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۶، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۵، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۸۶۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۶۰، مظہری جلد ۶ ص ۳۲۴۔

قربانی اور اِس کے مسائل

لفظ ''قربان'' عربی لغت کے اعتبار سے ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اصطلاح شرع میں اس ذبیحہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔

زمانہ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی غیبی آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی اور اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو اس پر نہ آگ آتی اور نہ ہی اسے جلاتی، وہ چیز وہیں پڑی رہتی تھی۔ جیسا کہ قابیل اور ہابیل کی قربانی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ (المائدہ:۲۷)

''جب کہ دونوں (قابیل اور ہابیل) نے قربانی دی پس ان دونوں میں سے ایک سے قبول کی گئی، دوسرے سے قبول نہ کی گئی''۔

اسی طرح قربانیوں کے گوشت اور مال غنیمت بھی بارگاہ الٰہی میں پیش کئے جاتے تھے اور جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت اس طرح پیش کی جاتی کہ جو سچا ہوتا تھا اس کی قربانی کو آگ جلا دیتی تھی۔ جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی۔ قربانیوں کی قبولیت کی بنیاد سچائی اور تقویٰ تھی اور آج بھی ایسے ہی ہے۔

جب قابیل کی قربانی مردود ہوگئی تو اس نے حضرت ہابیل سے کہا میں تمہیں قتل کر دوں گا تو اس کے جواب میں حضرت ہابیل نے کہا: **قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ** ۝ (المائدہ:۲۷) ''بولا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا دستور ہے کہ وہ قربانی اور عمل پرہیزگاروں کا ہی قبول فرماتا ہے''۔ اس سلسلہ میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۷ میں ارشادِ ربّانی ہے: **لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ** ''اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو ہرگز ان (قربانی کے جانوروں) کے نہ تو گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ہی خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری بارِیاب ہوتی ہے''۔

قربانی وہ عمل ہے جس میں عہد نبوت سے لے کر آج تک متواتر اتفاق چلا آرہا ہے۔ قربانی ایک ایسی عبادت ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں بہت پسندیدہ اور مقبول ہے۔ اس میں صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے تکبر، ریا، شہرت اور فخر سے بچنا چاہئے۔ اس لئے کہ قربانی کا مقصد نہ تو صرف گوشت کھانا ہے اور نہ ہی شہرت وفخر بلکہ تقویٰ اور رضائے خداوندی ہے۔

قربانی کا حکم:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو ارشاد فرمایا: **فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ** ۝ (الکوثر:۲) ''پس اپنے پروردگار کے لئے (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) نماز پڑھو اور قربانی کرو''۔

اس آیت مبارکہ میں اگرچہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے، مگر حکم بالعموم ساری اُمتِ مسلمہ کے لئے ہے۔ چنانچہ تمام مسلمان اس حکم خداوندی کے قائل اور فاعل ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے۔

ماہِ ذی الحجہ اور یوم عرفہ:

ماہ ذی الحجہ بڑی برکتوں والا مہینہ ہے۔ یہ اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اسلام کی عظیم عبادت ''حج'' مبارک اور ''قربانی'' ادا کی جاتی ہے۔ لاکھوں فرزندان توحید اور شمع رسالت کے پروانے اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل اور نبی کریم ﷺ کی پیروی میں مگن اور مصروف عبادت ہوتے ہیں۔ اس ماہ کے پہلے دس دنوں اور پھر دس دنوں میں ''یوم عرفہ'' کو بہت فضیلت حاصل ہے۔

بزرگ دن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اَفْضَلُ اَيَّامِ الدُّنْيَا اَيَّامُ عَشْرِ ذِى الْحَجَّةِ قِيْلَ وَلَا مِثْلُهُنَّ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا مِثْلُهُنَّ فِىْ**

سَبِیۡلِ اللّٰہِ اِلَّا مَنۡ عُفِّرَ وَجۡھُہٗ فِی التُّرَابِ [1]

''دنیا کے سب دنوں سے زیادہ بزرگ دن ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے (یعنی دس دن ہیں)۔ فرمایا گیا کہ ان کے برابر جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر وہ کہ جس نے اپنا منہ مٹی میں آلودہ کیا''۔ (یعنی جام شہادت نوش کیا)''۔

بعد از طلوع چاند:

عَنۡ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الۡعُشۡرُ وَاَرَادَ بَعۡضُکُمۡ اَنۡ یُّضَحِّیَ فَلَا یَمَسُّ مِنۡ شَعۡرِہٖ وَبُشۡرِہٖ شَیۡئًا وَفِیۡ رِوَایَۃٍ فَلَا یَاۡخُذَنَّ شَعۡرًا وَّلَا یُقۡلِمَنَّ ظُفۡرًا وَفِیۡ رِوَایَۃٍ مَنۡ رَاٰیَ ھِلَالَ ذِی الۡحِجَّۃِ وَاَرَادَ اَنۡ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاۡخُذُ مِنۡ شَعۡرِہٖ وَلَا مِنۡ اَظۡفَارِہٖ [2]

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص قربانی کی نیت رکھتا ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے پر نہ تو اپنے سر اور مونچھوں وغیرہ کے بال تراشے اور نہ ہی ناخن کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کرلے۔ ''(یعنی قربانی کرنے کے بعد مذکورہ بالا کام کرے اور جس کو پہلے دن قربانی نہ کرنی ہو وہ چاہے تو عیدالاضحی کی نماز ادا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنالے تو کوئی حرج نہیں)۔

غریبوں کے لئے قربانی کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا:

اُمِرۡتُ بِیَوۡمِ الۡاَضۡحٰی عِیۡدًا جَعَلَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَیۡتَ اِنۡ لَّمۡ اَجِدۡ اِلَّا مَنِیۡحَۃً اُنۡثٰی اَفَاُضَحِّیۡ بِھَا قَالَ لَا وَلٰکِنۡ تَاۡخُذُ مِنۡ شَعۡرِکَ وَتُقَلِّمُ اَظۡفَارَکَ وَتَقُصُّ شَارِبَکَ وَتَحۡلِقُ عَانَتَکَ فَذٰلِکَ تَمَامُ اُضۡحِیَتِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ [3]

''مجھے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس اُمت کے لئے اس دن کو عید کیا ہے تو اس شخص نے عرض کیا، اگر میرے پاس کچھ نہ ہو مگر اونٹنی یا بکری تو کیا میں اس کی قربانی کروں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! (کیونکہ ایک ہی جانور ہے اس کو بھی ذبح کردے گا تو کام کاج میں تکلیف ہوگی لہٰذا) اپنے سر کے بال کٹوا کر، ناخن تراش کر اور مونچھوں کے اور زیر ناف بال تراش (مونڈ) لیں، اللہ (جل جلالہ) کے نزدیک تیری یہی قربانی ہے''۔ (تم مکمل قربانی کا ثواب حاصل کرسکتے ہو)۔ یعنی جو شخص جانور کی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ بھی ذی الحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد نہ تو حجامت بنوائے نہ ہی ناخن کاٹے اور نہ ہی غیر ضروری بال تراشے بلکہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنوائے، مونچھیں تراشے اور ناخن کاٹے تو اس کو بھی قربانی کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔

اگر وسعت والا قربانی نہ کرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنۡ کَانَ لَہٗ سَعَۃٌ، وَلَمۡ یُضَحِّ فَلَا یَقۡرَبَنَّ مُصَلَّانَا [4]

''جس شخص کو وسعت ہو (یعنی اس کے پاس مال و دولت ہو) اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے''۔

قربانی کیا ہے؟

عَنۡ زَیۡدِ بۡنِ اَرۡقَمَ قَالَ قَالَ اَصۡحَابُ رُسُوۡلِ

[1] مجمع الزوائد جلد۴ ص ۱۷، الترغیب والترھیب جلد۲ ص ۱۹۹، مسند بزار جلد ا ص ۴۵۷ [2] سنن نسائی جلد۲ ص ۲۰۱، مسلم جلد۲ ص ۱۶۰، ابن ماجہ ص ۲۳۳-۲۳۴، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷ [3] سنن نسائی جلد۲ ص ۲۰۱، ابوداؤد جلد۲ ص ۲۹ [4] ابن ماجہ ص ۲۳۲، نصب الرایۃ جلد۴ ص ۲۰۷، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد۸ ص ۳۳۸، مسند احمد جلد۴ ص ۳۶۸، درمنثور جلد۴ ص ۳۶۱، مستدرک حاکم جلد۲ حدیث نمبر ۳۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۶۱، الترغیب والترھیب جلد۲ ص ۱۵۴، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۴ ص ۲۲۳۔

اللہ یارَسُوْلَ اللہِ مَا ھٰذِہِ الْاَضَاحِیُّ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَام قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْھَا؟ یَارَسُوْلَ اللہِ قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا: فَالصُّوْفُ؟ یَارَسُوْلَ اللہِ! قَالَ بِکُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ ۵

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا "تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت (یعنی اُن کا طریقہ) ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ان میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے ہر بال کے عوض نیکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جو اُون ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا اُون کے ہر ہر بال کے عوض نیکی ہے"۔

حضرت ابن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، کیا قربانی واجب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ضَحّٰی رَسُوْلُ اللہِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بَعْدِہٖ وَجَرَتْ بِہِ السُّنَّةُ ۵a "رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی اور آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسلمانوں نے اسے کیا اور یہ سنّت (یعنی طریقہ) جاری ہوگئی"۔ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمادیتے کہ وہ واجب نہیں ہے۔

قربانی کا وقت:

عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِ اللہِ قَالَ شَھِدْتُ الْاَضْحٰی یَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ فَلَمْ یَعْدُ اَنْ صَلّٰی وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ یَرٰی لَحْمَ اَضَاحِیَّ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ فَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ فَلْیَذْبَحْ مَکَانَھَا اُخْرٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ یُّصَلِّیَ فَلْیَذْبَحْ اُخْرٰی مَکَانَھَا وَمَنْ لَّمْ یَذْبَحْ فَلْیَذْبَحْ بِاسْمِ اللہِ ۶

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں قربانی کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو ابھی آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے یعنی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ قربانیوں کے گوشت دیکھے جو آپ ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کردی گئیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھانے سے پہلے (جانور کو) ذبح کرلیا ہو تو وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید قربان کے دن نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد ازیں قربانی کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کرلی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ابھی نہ کی ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر کرے۔

کتب احادیث میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کرلیا ہو، اُسے دوبارہ قربانی کرنی چاہیے بخاری شریف میں ہے "جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کردی وہ اس کے اپنے نفس کے لئے۔ (یعنی اس کے لئے قربانی کا اجر وثواب نہیں ہے) اور جس نے نماز کے بعد قربانی (کا جانور) ذبح کیا۔ اس نے قربانی پوری کرلی۔ اور مسلمانوں کے طریقے کو پالیا"۔

محبوب عمل:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللہِ مِنْ اِھْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّہٗ لَیَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِقُرُوْنِھَا وَاَشْعَارِھَا وَاَظْلَافِھَا وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللہِ بِمَکَانٍ

۵ ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ ۵a ابن ماجہ ص ۲۳۳۔ ۶ بخاری جلد ۲ ص ۱۳۲، مسلم جلد ۲ ص ۱۵۷، موطا امام مالک ص ۴۹۵، سنن نسائی جلد ۲ ص ۱۵۳، ابن ماجہ ص ۲۳۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

قَبلَ اَنۡ یَّقَعَ بِالۡاَرۡضِ فَطِیۡبُوۡا بِھَا نَفۡسًا ۷

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''یوم النحر'' یعنی دسویں ذی الحجہ میں ابن آدم کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے۔لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو''۔

محبوب صالح عمل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنۡ اَیَّامِ الۡعَمَلُ الصَّالِحُ فِیۡھَا اَحَبُّ اِلَی اللہِ مِنۡ ھٰذِہِ الۡاَیَّامِ یَعۡنِیۡ اَیَّامَ الۡعَشۡرِ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللہِ وَلَاالۡجِھَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللہِ قَالَ وَلَاالۡجِھَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفۡسِہٖ وَمَا لِہٖ ثُمَّ لَمۡ یَرۡجِعۡ مِنۡ ذَالِکَ بِشَیۡئٍ ۸

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک کوئی دن ان دس دنوں (یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں) سے زیادہ محبوب نہیں ہے جن میں نیکیاں کی جائیں۔ (یعنی ان دس دنوں کی نیکیاں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک بہت پسندیدہ ہیں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، فرمایا ہاں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، مگر جو شخص اپنی جان اور مال لے کر نکلا پھر اس میں کچھ لے کر واپس نہ لوٹا''۔

انہی سے مروی دوسری روایت میں الفاظ ہیں: مَا مِنۡ عَمَلٍ اَزۡکٰی عِنۡدَاللہِ وَلَا اَعۡظَمُ اَجۡرًا مِنۡ خَیۡرٍیَعۡمَلُہٗ فِیۡ عَشۡرِ الۡاَضۡحٰی ۹

''ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں جو بھی نیک عمل کیا جاتا ہے وہ دوسرے دنوں کے اعمال سے بڑھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ اور اجر میں بہت عظیم ہے''۔ باقی حدیث شریف مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جو روپیہ پیسہ عید کے دن قربانی پر خرچ کیا گیا اس سے زیادہ کوئی روپیہ پیسہ پیارا نہیں''۔ (طبرانی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے (بقرعید کے دن) فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبۡدَاُبِہٖ فِیۡ یَوۡمِنَا ھٰذَا اَنۡ نُصَلِّیَ ثُمَّ نَرۡجِعَ فَنَنۡحَرَ مَنۡ فَعَلَہٗ فَقَدۡ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنۡ ذَبَحَ قَبۡلَ اَنۡ نُصَلِّیَ فَاِنَّمَا ھُوَ لَحۡمٌ قَدَّمَہٗ لَا ھۡلِہٖ لَیۡسَ مِنَ النُّسُکِ فِیۡ شَیۡئٍ ۱۰

''اِس دن پہلا جو کام ہم کرتے ہیں، وہ نماز ہے پھر نماز سے لوٹ کر قربانی کرتے ہیں جو شخص ایسا کرے (یعنی نماز پڑھ کر قربانی کرے)، اُس نے ہماری سنّت پر عمل کیا اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ قربانی نہ ہوئی بلکہ اس نے اپنے گھروالوں کے لئے گوشت کاٹا وہ (قربانی) عبادت میں شامل نہیں ہوگی''۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنۡ ذَبَحَ بَعۡدَ الصَّلٰوۃِ فَقَدۡ تَمَّ نُسُکُہٗ وَ اَصَابَ سُنَّۃَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ''۱۱ ''جس نے نماز کے بعد ذبح کیا، اُس کی قربانی پوری ہوگئی اور وہ مسلمانوں کی سنّت پر چلا''۔

ہر گھر والے پر قربانی:

حضرت مخنف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، عرفہ کا دن تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰی کُلِّ اَھۡلِ بَیۡتٍ

---

۷ ابن ماجہ ص ۲۳۳، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۸ ابن ماجہ ص ۱۲۵، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۸، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۱۵۶، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۲۳، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۳۸، ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۳۲، دارمی جلد ۲ ص ۲۵، درمنثور جلد ۱ ص ۲۲۷۔ ۹ دارمی جلد ۲ ص ۲۶، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۸۔ ۱۰ بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۱۴، مسلم جلد ۲ ص ۱۵۴، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۶۳، کنز العمال جلد ۲ ص ۲۸۲۔ ۱۱ شرح السنۃ جلد ۲ ص ۶۱۴، بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۷۶۔

www.seedharastah.com

،فِی کُلِّ عَامٍ اُضْحِیَّۃً وَ عَتِیْرَۃً ''اے لوگو ہر گھر پر قربانی ہے اور ایک عتیرہ ہے'' هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِیْرَۃُ؟ هِیَ الَّتِیْ یُسَمِّیْهَا النَّاسُ الرَّجَبِیَّۃَ [۱۲] ''تم جانتے ہو ''عتیرہ'' کیا ہے؟ فرمایا: یہ رجب المرجب کی قربانی ہے''۔

شروع اسلام میں ''عتیرہ'' واجب تھی عتیرہ اس مذبوح جانور کا نام ہے جو مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ذبح کرتے تھے پھر قربانی کے وجوب سے رجب المرجب کی قربانی منسوخ ہو گئی۔ دوسری روایت میں عتیرہ کی منسوخی کا ذکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا فَرَعَ وَلَا عَتِیْرَۃَ [۱۳] ''(اسلام میں) نہ فرع نہ عتیرہ''

''فرع'' اس کو کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جس جانور کا اول بچہ پیدا ہوتا تو اس کو بتوں کے واسطے ذبح کرتے تھے اسلام میں اس کو منع فرمایا گیا ہے کہ اس سے کفار کی مشابہت ہے لیکن قربانی کا وجوب اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ قربانی واجب ہونا قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (الکوثر:۲) ''اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے لئے قربانی کریں''

اختیار مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز نماز کے بعد خطبہ پڑھا اور ارشاد فرمایا: مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ وَمَنْ نُسُکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَتِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ''جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسے قربانی کی تو اس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی (تو وہ بکری قربانی کی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی''۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی، میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ ''یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے (یعنی قربانی نہیں ہوئی)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے، (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا: نَعَمْ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَکَ [۱۴] ''ہاں! مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں'' (کافی نہ ہوگی)۔

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا:

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ پینا مکروہ وممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا، اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اجرت پر دینا، غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اس نے اُون کاٹ لی یا دودھ دھو لیا تو اسے صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔

قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذبح کر دیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اس کے پیسے صدقہ کر دیں اگر کچھ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا اس کی قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصّہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ شریف)۔

ذبح کرنے سے پہلے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خصی چتکبرے سینگ والے بکرے (عید قربان کے دن) ذبح کئے۔ جب انہیں قبلہ رُو لٹا لیا تو فرمایا:

---

[۱۲] ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۱۳] مشکوٰۃ ص ۱۲۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۳۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۵۱۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۶۷، دارمی جلد ۲ ص ۸۰، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۲۶۔ [۱۴] ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱، بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۳۹، کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۸۴۔

اِنِّی وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ذَبَحَ بِیَدِہٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ''میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کیا۔ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر ہوں۔ (ہر بے دینی سے الگ) اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت جہانوں کے پروردگار کے لئے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں تسلیم کرنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے پروردگار یہ تیری طرف سے اور تیرے لئے ہے۔ (حضرت) محمد (مصطفٰے ﷺ) اور ان کی امت کی طرف سے بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (یہ کلمات ادا فرمائے اور پھر جانور کو ذبح فرمایا)۔

آج جو مسلمان قربانی کرے وہ (عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِہٖ) کے الفاظ نہ کہے۔ بقیہ تمام کلمات ذبح کرنے سے پہلے ادا کرے۔ کیونکہ یہی صحیح طریقہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ بالفرض اگر کسی کلمہ گو مسلمان کو یہ الفاظ یاد نہ ہوں تو کم از کم بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا نہ بھولے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے نورانی دست مبارک سے جانور کو ذبح کیا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ [15] ''بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اے میرے اللہ (جل شانہٗ) یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کرسکیں''۔

پسندیدہ جانور:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ یَطَأُ فِیْ سَوَادٍ وَیَبْرُکُ فِیْ سَوَادٍ وَیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَاُتِیَ بِہٖ لِیُضَحِّیَ بِہٖ قَالَ یَا عَائِشَۃُ ھَلُمِّی الْمُدْیَۃَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِیْھَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَھَا وَاَخَذَ الْکَبْشَ فَاَضْجَعَہٗ ثُمَّ ذَبَحَہٗ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِہٖ [16]

''رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سینگ والا بکرا لایا جائے جو سیاہی میں چلے، سیاہی میں بیٹھے اور سیاہی میں دیکھے (یعنی کالے پاؤں، کالے پیٹ اور کالی آنکھوں والا) آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں (ایسا بکرا) حاضر کیا گیا۔ فرمایا: ''اے عائشہ'' رضی اللہ عنہا چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو (فرماتی ہیں، میں نے چھری کو) تیز کرلیا پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی۔ بکرے کو لٹایا اور اسے ذبح فرمایا (پھر یہ کلمات کہے) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے، اے اللہ (جل جلالک) اس (قربانی) کو (حضرت) محمد (مصطفٰے ﷺ) اور (حضرت) محمد (مصطفٰے ﷺ) کی آل اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی امت کی طرف سے قبول فرما''۔ پھر کھانا کھایا''۔

قربانی کے جانور کی قسمیں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (۱)۔ گائے، (۲)۔ اونٹ اور (۳)۔ بکری۔ ان کی جتنی قسمیں ہیں، سب اس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہے۔ بکری میں بھیڑ دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

---

۱۵ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۶ مسلم جلد ۱ ص ۱۵۶، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔

قربانی کے جانور تقسیم کرنا:

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَعْطَاهُ غَنَمًا يُقَسِّمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِیَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ وَفِیْ رِوَايَةٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِیْ جَذَعٌ قَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ [۱۷]

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو میرے حصّہ میں چھ ماہ کا بکری کا بچہ آیا، اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہی ذبح کرلو''۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ملا، فرمایا تم یہی قربانی کرلو''۔

وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں:

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوْرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِیْ لَاتُنْقٰى [۱۸]

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کن جانوروں کی قربانی سے بچنا چاہئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: کہ چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں ہیں۔

(۱)۔ لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو، (۲)۔ کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۳)۔ بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو، اور (۴)۔ ایسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَاخَرْقَاءَ [۱۹]

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں۔ نہ لمبائی میں چرے کان کی قربانی کریں نہ چوڑائی میں کٹے جانور کی قربانی کریں۔ (اس میں زیادہ کا اعتبار ہے، اگر آدھے سے کم چرا اور کٹا ہے تو قربانی ہوجائے گی)''۔

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی فرماتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نُضَحِّیَ بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ [۲۰]

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹے سینگ اور کٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (سینگ سے مراد خول نہیں بلکہ خول کے نیچے گلی یا مغز ہے۔ اگر مغز پورا ہے تو قربانی جائز ہے۔ اگرچہ خول ٹوٹا ہو)''۔

عیب دار جانور:

جانور کو جس وقت خریدا جائے اس وقت اس میں عیب نہ تھا کہ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی بعد میں عیب پیدا ہوگیا تو اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالکِ نصاب نہیں تو اس کی قربانی کرے۔ یہ اس وقت کہ اس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اس نے منت مانی ہے کہ بکری کی قربانی دوں گا اور منت پوری کرنے کے لئے بکری خریدی اس وقت بکری میں ایسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہوگیا اس صورت

---

[۱۷] بخاری جلد۲ ص ۸۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۳، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱، ابن ماجہ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد۳ ص ۳۲، جلد۴ ص ۱۴۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۱۶، مشکوٰۃ ص ۱۲۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۵ ص ۲۷۸، جلد۷ اص ۳۴۷، ۲۷۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۲۰۔ [۱۸] ترمذی جلد۱ ص ۲۷۷، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، ابن ماجہ ص ۲۳۴، موطا امام مالک ص ۴۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ابن ماجہ ص ۲۳۴، ترمذی جلد۱ ص ۲۷۵، نسائی جلد۲ ص ۲۰۲، دارمی جلد۲ ص ۷۶، مسند احمد جلد۴ ص ۲۸۹، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۸۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۲۷۴۔ [۱۹] ابن ماجہ ص ۲۳۴، نسائی جلد۱ ص ۲۰۲، ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، ترمذی جلد۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ [۲۰] ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

میں فقیر کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

قربانی کے وقت جانور اچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہو گیا یہ عیب مضر نہیں قربانی ہو جائے گی۔ قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

دس سال قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ** [۲۱]

''رسول کریم ﷺ نے مدینہ شریف میں دس سال تک قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے''۔

گائے اور اونٹ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْبَقَرَۃُ عَنْ سَبْعَۃٍ وَالْجُزُوْرُ عَنْ سَبْعَۃٍ** [۲۲]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' گائے سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات کی طرف سے ہے''۔

قربانی کے جانور میں شرکت:

سات آدمیوں نے قربانی کے لئے گائے خریدی ان میں ایک کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور اس کی طرف سے قربانی کرو اور انہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وارثوں کی اجازت کے بغیر شرکاء نے قربانی کی، کسی کی نہ ہوئی۔

قربانی کے شرکاء میں ایک مرزائی یا ان میں ایک کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو اس کی قربانی نہ ہوئی۔

شرکاء میں سے ایک کی نیت اس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گذشتہ کی قربانی ہے تو جس نے اس سال کی نیت کی اس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گذشتہ کی قربانی اس سال نہیں ہو سکتی۔ ان لوگوں کی یہ قربانی تطوع یا نفل ہوئی۔ ان لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت صدقہ کریں۔

قربانی کن پر واجب ہے؟

جن پر قربانی واجب ہے وہ اہل ایمان درج ذیل ہیں:

(۱)۔ مسلمان، (۲)۔ مالدار، (۳)۔ آزاد، (۴)۔ مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

قربانی کے دن:

حضرت نافع علیہ الرحمہ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: **اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی** [۲۳] ''عید قربان کے دن کے بعد قربانی دو دن اور ہے''۔

رسول کریم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **رَءَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ھٰذَا فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاِنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ** [۲۴]

''میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا مجھے رسول کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔

مسئلہ نمبر ۱: سرکار کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی سنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی

---

[۲۱] ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۲۲] مشکوٰۃ ص ۱۲۷، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۶، موطا امام مالک ص ۴۹۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۲، سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۴، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۰، نصب الرایہ جلد ۴ ص ۲۰۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۱۶۱۔ [۲۳] موطا امام مالک ص ۴۹۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۲۴] ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

www.seedharastah.com

بعض صاحبِ استطاعت عشاقِ نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقان رسول کریم ﷺ گائے یا اونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت امام حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوثِ اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔(اپنی استطاعت کے مطابق)

مسئلہ نمبر۲: گائے اور اونٹ کی قربانی میں عقیقہ والا بھی شامل ہوسکتا ہے۔

مسئلہ نمبر۳: خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں۔ خصی بکرے کا گوشت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسی طرح خصی بیل اور بھینسے کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ نمبر۴: بعد وصال مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر میت کی قربانی ہو تو اس کا سارا گوشت خیرات کر دیا جائے۔ اگر وارث اپنی جانب سے محض ثواب کے لئے میت کی طرف سے قربانی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر و امیر سب کو کھلائے۔

مسئلہ نمبر۵: قربانی جانور کو ذبح کرنے سے ہوگی۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کی رقم (روپے) غریبوں میں تقسیم کرنے سے یا قصائی کی دکان سے ذبح شدہ جانور کا گوشت خرید کر تقسیم کرنے سے قربانی نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔(طبرانی)

مسئلہ نمبر۷: یہ ضروری نہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی قربانی کی جائے۔ بلکہ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی غروب آفتاب سے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر۸: گائے کی قربانی میں جب مختلف افراد کی شرکت ہو تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ ہو۔ کیونکہ وزن کیے بغیر تقسیم کرنے سے کم یا زیادہ ملنے کا احتمال ہوسکتا ہے اور وزن کرنا جائز ہے۔(درمختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۹: بکری، گائے، اونٹ میں تمام قسمیں، نر مادہ خصی وغیرہ خصی سبھی داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر۱۰: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے۔ ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو، نہ پائے کاٹے جائیں اور نہ ہی چمڑا اتارا جائے۔

مسئلہ نمبر۱۱: قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے دوسرے کو بھی دے سکتا ہے چاہے غنی ہو یا فقیر۔

مسئلہ نمبر۱۲: ذبح سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی وغیرہ دیں۔ بھوکا، پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ جانور کو آرام سے گرانے کے بعد اس کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ پہلے سے تیار رکھنی چاہئے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ شریف کی طرف اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔

مسئلہ نمبر۱۳: قربانی کی کھال اس کی جھول، رسی، گھنگرو، گلے کا ہار وغیرہ سب کچھ صدقہ کر دینا چاہئے۔ کھال کو اگر اپنے استعمال میں لانا چاہیں تو جائز ہے۔ اگر بیچ دی ہے تو قیمت صدقہ کر دیں۔(درمختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۱۴: ذبح کرنے والے کو اجرت میں جانور کا چمڑہ (کھال) یا گوشت وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر اجرت الگ دی اور پھر ان میں سے کوئی چیز تحفۃً دیتے ہیں تو جائز ہے۔(ہدایہ)

مسئلہ نمبر۱۵: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر دوسرے سے کرایا تو اپنے جانور کے پاس آکر کھڑا ہو۔ اگر کسی دوسرے نے ذبح کیا اور چھری پر اپنا ہاتھ بھی رکھتا ہے تو دونوں کو بسم اللہ اور تکبیر کہنا واجب ہے۔ ایک نے قصداً بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ چھوڑ دی یہ سمجھ کر کہ دوسرے نے کہہ دی ہوگی تو جانور حلال نہ ہوا۔(درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قربانی کے جانور پر آفت آئے تو اس کے بدلے قربانی واجب ہے۔

ذبح، ذبیحہ اور قربانی:

گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں

اوراس جانور کو جس کی رگیں کاٹی گئیں ''ذبیحہ'' کہتے ہیں۔

بعض جانور ذبح کئے جاتے ہیں، بعض نہیں۔ جو شرعاً ذبح نہیں کئے جاتے وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں جیسے مچھلی اور ٹڈی (مکڑی) اور جو ذبح کئے جاسکتے ہیں وہ بغیر ''ذکاۃ شرعی'' حلال نہیں۔

ذکاۃ شرعی کا یہ مطلب ہے کہ جانور کو اس طرح ذبح یا نحر کیا جائے کہ حلال ہو جائے۔ ''ذکاۃ شرعی'' دو قسم کی ہیں: (۱)۔ ذکاۃ اختیاری اور (۲)۔ ذکاۃ اضطراری۔

ذکاۃ اختیاری کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔ نحر اور (۲)۔ ذبح

ذکاۃ اضطراری یہ ہے کہ جانور کے بدن میں کسی جگہ نیزہ وغیرہ بھونک کر خون نکال دیا جائے۔

ذبح اضطراری:

ذبح اضطراری یہ ہے کہ اگر پالتو جانور بھاگ جائے اور پکڑنے میں نہ آئے تو تیر یا نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح **بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَرُ** پڑھ کر ماریں اس کے لئے گردن میں ہی ذبح کرنا ضروری نہیں بلکہ جس جگہ سے بھی زخمی کر دیا جائے کافی ہے یونہی اگر جانور کنوئیں میں گر گیا اس کو نیزہ وغیرہ سے بہ نیت ذبح **بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَرُ** کہہ کر ہلاک کر دیں، ذبح ہو گیا۔ اسی طرح اگر جانور اس پر حملہ آور ہوا۔ جیسا کہ بیل اور سانڈھ اکثر حملہ کر دیتے ہیں ان کو بھی اسی طرح ذبح کیا جاسکتا ہے۔

آبادی میں بکرا یا بکری بھاگ گئی تو اس کے لئے ذبح اضطراری نہیں ہے کہ پکڑی جاسکتی ہے اور میدان میں بھاگ گئی تو ذبح اضطراری ہو سکتی ہے۔ گائے، بیل اور اونٹ اگر بھاگ جائیں تو آبادی اور جنگل دونوں کا ان کے لئے ایک جیسا حکم ہے، ہو سکتا ہے آبادی میں بھی ان کے پکڑنے پر قدرت نہ ہو۔

نحر:

حلق کے آخری حصّہ میں نیزہ وغیرہ بھونک کر رگیں کاٹ دینے کو نحر کہتے ہیں۔ اونٹ کو نحر کرنا سنّت ہے۔ اگر اونٹ کو نحر نہ کیا بلکہ ذبح کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہے مگر ایسا کرنا خلاف سنّت ہے۔

ذبح:

ذبح کی جگہ حلق اور لبہ کے مابین۔ لبہ سینے کے بالائی حصّہ کو کہتے ہیں۔ گائے بکری وغیرہ کو ذبح کرنا سنّت ہے اور اگر ذبح کی بجائے نحر کیا تو جانور اس صورت میں بھی حلال ہو جائے گا مگر ایسا کرنا خلاف سنّت ہے۔ عوام النّاس میں یہ جو مشہور ہے کہ اونٹ کو تین جگہ سے ذبح کیا جاتا ہے یہ غلط ہے اور بلافائدہ ایذا دینا ہے۔

ذبح میں کاٹی جانے والی رگیں:

ذبح میں کاٹی جانے والی چار رگیں ہیں: (۱)۔ حلقوم، (۲)۔ مری، (۳،۴)۔ دوجین۔

حلقوم: یہ وہ ہے جس میں سانس آتی جاتی ہے۔

مری: اس سے کھانا پانی اُترتا ہے۔

دوجین: یہ حلقوم اور مری کے اغل بغل دو رگیں ہیں جن میں خون کی روانی ہے۔ جانور کا پورا حلقوم ذبح کی جگہ۔ اوپر، درمیان، نیچے جس جگہ میں ذبح کی جائے جانور حلال ہوگا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر تین رگیں کٹ جائیں تو جانور حلال ہے۔

ذبح سے جانور حلال ہونے کے لئے چند شرطیں:

(۱)۔ ذبح کرنے والا عاقل ہو، (۲)۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، (۳)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کرنا، (۴)۔ خود ذبح کرنے والا اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام اپنی زبان سے کہے، (۵)۔ **بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَرُ** ذبح کے لئے کہا جائے، (۶)۔ غیر مسلم اہل کتاب ہو تو اس کا ذبیحہ حلال ہے، (۷)۔ اہل کتاب کا ذبیحہ اس وقت حلال سمجھا جائے گا جب مسلمان کے سامنے ذبح کیا ہو، (۸)۔ ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لیا جائے یعنی **بِسْمِ اللهِ وَاللهُ اَکْبَرُ** کہا جائے **بِسْمِ زَید** یا **بِسْمِ طُفَیل** یا **بِسْمِ فلَان** وغیرہ نہ کہا جائے، (۹)۔ جس جانور کو ذبح کیا جائے بوقت ذبح زندہ ہو اگرچہ زندگی کا تھوڑا حصّہ باقی

ہو، (۱۰)۔ ذبح کے بعد خون کا نکلنا یا جانور کی حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

ان کا ذبیحہ بھی حلال ہے:

گونگے کا، اگر مسلمان اور اہل کتاب ہو، جس کا ختنہ نہ ہوا، ابرص یعنی سفید داغ والے کا، جن کا اگر انسانی شکل میں ہو اور عورت کا۔

ذبح سے جانور حرام ہونے کے اُمور:

(۱)۔ مجنون کا ذبیحہ، (۲)۔ اتنا بچہ جو بے عقل ہو اس کا ذبیحہ، (۳)۔ مشرک، مرتد اور مرزائی کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے، (۴)۔ اہل کتاب اگر غیر اہلِ کتاب ہو گیا تو اب اس کا ذبیحہ، (۵)۔ مسلمان اگر معاذ اللہ، عیسائی، یہودی یا مرزائی ہو گیا کہ یہ مرتد ہے، تو اس کا ذبیحہ، (۶)۔ عیسائی قصائی نے ذبح کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لیا اور مسلمان کے علم میں یہ بات ہے، تو جانور حرام ہے، (۷)۔ مسلمان قصائی نے **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنے کی بجائے جانور کے گلے پر چھری چلاتے وقت کہہ دیا **بسم فلاں** تو جانور حرام ہو گیا۔ کیونکہ قرآن پاک میں آتا ہے: **وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ**۔ ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ (۸)۔ خود ذبح کرنے والا بھولا نہ تھا اسے یاد تھا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام نہ لیا یا قصداً **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** نہ کہا اگرچہ دوسروں نے نام لیا تو جانور حرام ہے، (۹)۔ **بسم اللہ و اسم فلاں** کہا اس صورت میں بھی جانور حرام ہے، (۱۰)۔ چھینک آئی اور **الحمدللہ** کہا اور لگتے ہاتھ ذبح کر دیا یہ **الحمدللہ** ذبح کے لئے نہیں بلکہ چھینک پر مقصود تھا، اس لئے جانور حلال نہیں۔

جانور کس چیز سے ذبح کیا جائے:

ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے یہ ضروری نہیں کہ چھری ہی سے ذبح کرے۔ دھار دار پتھر سے بھی ذبح ہو سکتا ہے۔

مکروہات:

(۱)۔ اونٹ کو نحر کی بجائے ذبح کرنا، (۲)۔ گائے یا بکری وغیرہ کو ذبح کی بجائے نحر کرنا، (۳)۔ اونٹ کو تین جگہ سے نحر کرنا، (۴)۔ کند چھری سے ذبح کرنا، (۵)۔ جانور کو لٹانے کے بعد چھری تیز کرنا، (۶)۔ جانور کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مذبح کو لے جانا، (۷)۔ ذبح کے وقت سر کٹ کر جدا ہو جانا، (۸)۔ اس طرح ذبح کرنا کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے، (۹)۔ ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے، (۱۰)۔ ٹھنڈے ہونے سے پہلے کھال اتارنا، اعضاء کاٹنا، گردن کو توڑنا، گردن کی طرف سے ذبح کرنا، (۱۱)۔ ذبح سے پہلے اس کے سر کو کھینچنا کہ رگیں ظاہر ہو جائیں، (۱۲)۔ جانور کا منہ ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ کرنا، (۱۳)۔ قربانی کے لئے گائے خریدی پھر اس میں کچھ لوگوں کو شریک کر لیا۔ سب کی قربانیاں ہو جائیں گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

مسائل:

(۱)۔ ذبح کرنے اور **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہنے کے درمیان طویل فاصلہ نہ ہو اور مجلس بدلنے نہ پائے، اگر مجلس بدل گئی اور عمل کثیر درمیان میں واقع ہوا تو جانور حلال نہ ہوا۔ ایک لقمہ کھایا، ذرا سا پانی پیا یا چھری تیز کر لی یہ عمل قلیل ہے۔ اس صورت میں جانور حلال ہے۔

۲۔ دو بکروں کو اوپر نیچے لٹا کر دونوں کو ایک ساتھ **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھ کر ذبح کر دیا، دونوں حلال ہیں اور اگر ایک کو ذبح کرنے کے فوراً بعد دوسرے کو ذبح کرنا چاہتا ہے تو اس کو پھر **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھنی ہوگی۔ پہلے جو پڑھ چکا وہ دوسرے کے لئے کافی نہیں۔

۳۔ بکرا یا گائے کو ذبح کرنے کے لئے لٹایا تھا **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر ذبح کرنا چاہتا تھا کہ وہ اٹھ کر بھاگ گئے پھر اسے پکڑ کر لایا اور لٹایا تو اب پھر **بِسْمِ اللّٰہِ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ** پڑھے، پہلے کا پڑھا ہوا ختم ہو گیا۔

www.seedharastah.com

عورت بھی ذبح کرسکتی ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا اپنا واقعہ ہے: **اَمَرَ اَبُوْ مُوْسٰی بَنَاتِهٖ اَنْ یُّضَحِّیْنَ بِاَیْدِیْهِنَّ** ۲۵

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کریں''۔

قربانی کے گوشت کے حصّے:

قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص یعنی غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے، پکا کر بھی کھلا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصّے کریں ایک حصّہ فقراء کے لئے، ایک حصّہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصّہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کا صدقہ کردینا بھی جائز ہے۔ ۲۶

تین دن سے زیادہ گوشت رکھ کر کھانے کی رخصت میں بیان:

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **کُنْتُ نَهَیْتُکُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِیَتَّسِعَ ذُوْ الطَّوْلِ عَلٰی مَنْ لَا طَوْلَ لَهٗ فَکُلُوْا مَا بَدَالَکُمْ وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا** ۲۷

''میں نے تمہیں منع فرمایا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھو اس لئے کہ کشادگی کریں گے طاقت والے لوگ بے طاقت والوں پر۔ سو اب کھاؤ تم جس طرح چاہو اور کھلاؤ اور جمع کرو''۔

لہٰذا تین دن سے زائد اپنے گھر والوں کے لئے رکھنا بھی جائز ہے۔

بعض لوگ عیدالاضحی کے دن کہتے ہیں کہ ہمارا روزہ ہے حالانکہ روزہ تو قبل طلوع فجر سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے دن یہ عمل مستحب ہے کہ جس نے قربانی کرنی ہو وہ قربانی کے گوشت سے کھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحی کے روز کچھ کھائے پیئے بغیر عیدگاہ میں تشریف لے جاتے تھے۔

قربانی کی کھالوں کا بیان:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ** صلی اللہ علیہ وسلم **اَمَرَهٗ اَنْ یَّقْسِمَ بَدْنَهٗ کُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا لِلْمَسَاکِیْنِ** ۲۸

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ اونٹ کا گوشت ان کی کھالیں اور جھولیں سب (چیزیں) بانٹی جائیں''۔

مُسِنَّہ:

مُسِنَّہ وہ اونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہوکر چھٹے میں شروع ہوا ہو اور گائے، بیل بھینس میں وہ ہے جو دو برس کا پورا ہوکر تیسرے میں شروع ہوا ہو اور بکری جو ایک برس کی ہو اور دوسرے سال میں لگ گئی ہو ان سب کا قربانی کے لئے مُسِنَّہ ہونا شرط ہے۔ مگر دنبہ اور بھیڑ اگر جذعہ بھی ہو تو درست ہے۔ جذعہ اسے کہتے ہیں جو چھ مہینے سے زیادہ ہو اور ایک برس سے کم۔ اگر یہ مُسِنَّہ بہم نہ پہنچے تو جذعہ درست ہے لیکن ایک شرط یہ ہے کہ بھیڑ یا مینڈھا کی نسل سے ہو۔

امام کا عیدگاہ میں قربانی کرنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ النَّبِیَّ** صلی اللہ علیہ وسلم **کَانَ یَذْبَحُ اُضْحِیَّتَهٗ بِالْمُصَلّٰی وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُهٗ** ۲۹

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو عیدگاہ میں ذبح فرماتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں قربانی کی:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ** صلی اللہ علیہ وسلم **ثُمَّ قَالَ یَاثَوْبَانُ اَصْلِحْ لَنَا**

---

۲۵ بخاری جلد۲ص ۸۳۴۔ ۲۶ ابن کثیر جلد۴ص ۱۸۹۔ ۲۷ مسلم جلد۲ص ۱۵۸، ترمذی جلد۱ص ۲۷۷، موطا امام مالک ص ۴۹۶۔ ۲۸ ابن ماجہ ص ۲۳۵۔
۲۹ ابوداؤد جلد۲ص ۳۲، نسائی جلد۲ص ۲۰۲، بخاری جلد۲ص ۸۳۳، مسند احمد جلد۳ص ۲۵۸، ۱۴۴، شرح السنۃ جلد۲ص ۶۱۷۔

لَحْمَ هٰذِهِ الشَّاةِ قَالَ فَمَا زِلْتُ اُطْعِمُهٗ مِنْهَا حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ۳۰ ”رسول کریم ﷺ نے سفر میں قربانی کی پھر فرمایا: اے ثوبان اس بکری کے گوشت کو ہمارے لئے صاف کر، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر وہ گوشت آپ ﷺ کے لئے صاف کر کے پکا دیا گیا اور میں وہی گوشت آپ ﷺ کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے۔ (سفر ختم ہو گیا)“۔

تین چیزوں کی ممانعت اور پھر اجازت:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلِتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَمْسِكُوْا مَاشِئْتُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِی الْاَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِیْ اَیِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ وَاَسْلُوْا ۳۱

”میں تمہیں تین کاموں سے منع فرمایا کرتا تھا۔ (۱)۔ قبروں کی زیارت سے، اب زیارت کیا کرو، اپنی نیکیاں بڑھاؤ۔ (دوسری روایت میں ہے: مَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ جو قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے اور جائے اس سے آخرت یاد آتی ہے)، (۲)۔ میں تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا کرتا تھا، اب کھاؤ اور جب تک چاہو رکھو اور (۳)۔ میں نے تمہیں سوائے مشکیزوں کے دوسرے برتنوں میں پینا منع فرمایا کرتا تھا، اب تمام برتنوں میں پیا کرو۔ ہاں نشہ کی چیز نہ پینا۔

منت کی قربانی:

قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے اور نہ امیروں کو کھلا سکتا ہے اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ منت ماننے والا غنی ہو یا فقیر دونوں کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

ایک روزہ ایک سال کے روزوں اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۳۲ ”رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ کے (پہلے عشرہ یعنی پہلے) دس دنوں کی عبادت اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں بہت محبوب ہے۔ (اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ) اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے“۔

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِیُّ ﷺ صِيَامَ عَاشُوْرَآءَ وَالْعَشْرِ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ ۳۳ ”ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول کریم ﷺ چار باتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ (۱)۔ عاشورہ کا روزہ، (۲)۔ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے (نو دنوں کے) روزے، (۳)۔ ہر مہینے کے تین روزے اور (۴) فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں“۔

یوم عرفہ کا روزہ:

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالَّتِیْ بَعْدَهٗ ۳۴ ”مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم پر امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کا یہ ثواب دے گا، ایک سال پچھلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دے گا“۔

۳۰ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۳، مسلم جلد۲ ص ۱۵۹ مسند احمد جلد۵ ص ۲۷۷، ۲۸۱، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ حدیث نمبر ۴۷۔ ۳۱ ابوداؤد جلد۲ ص ۳۲، نسائی جلد۲ ص ۲۰۸۔ ۳۲ الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۹۹، ابن ماجہ ص ۱۲۵، شرح السنۃ جلد۲ ص ۶۲۴، ترمذی جلد۱ ص ۱۵۸۔ ۳۳ ابن ماجہ ص ۱۲۵، نسائی جلد۱ ص ۳۲۸، مسند احمد جلد۶ ص ۲۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص ۸۲۔ ۳۴ ابن ماجہ ص ۱۲۵، الترغیب والترہیب جلد۲ ص ۱۱۱۔

www.seedharastah.com

یوم عرفہ کے روزہ کی رخصت:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهُ[۳۵]

''ان کے سامنے لوگوں نے عرفہ کے دن رسول کریم ﷺ کے روزے کے متعلق گفتگو کی بعض لوگوں نے کہا رسول کریم ﷺ روزے سے تھے اور بعض لوگوں نے کہا روزے سے نہیں تھے تو (حضرت) ام الفضل (رضی اللہ عنہا) نے دودھ کا پیالہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا جبکہ آپ ﷺ عرفات میں اونٹ پر قیام فرما تھے (سوار تھے) تو آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمالیا''۔

نوٹ: یہ واقعہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن ہوا۔ جب رسول کریم ﷺ میدانِ عرفات میں قیام فرما تھے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے انتہائی سمجھداری اور فراست سے ان لوگوں کی بحث ختم فرمادی کہ رسول کریم ﷺ روزے سے تھے یا نہیں۔ فقہاء کرام نے لکھا ہے روزہ غیر حاجی کے لئے سنّت ہے مگر حاجی کے لئے مستحب ہے۔ جبکہ ایسے حاجی کے لئے جو روزہ رکھ کر ارکان حج کو ادا نہ کر سکے، اس کے لئے روزہ مکروہ ہے۔ مذہب مختار یہی ہے کہ عرفا کا روزہ مستحب ہے مگر ان حاجیوں کے لئے نہیں جو دعا کرنے کی قوت اور اس میں کوشش کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔

علماء کرام فرماتے ہیں، اگر کسی نے سال میں افضل دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو تو وہ ان دنوں (یعنی ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے دنوں) کی طرف رجوع کرے اور اگر تمام دنوں میں افضل دن کے روزہ کی منت مانی ہو تو یوم عرفہ کا روزہ رکھے اور اگر ہفتہ میں افضل دن کا روزہ رکھنے کی منت مانی ہو تو جمعۃ المبارک کا روزہ رکھے۔ اس عشرہ کے دن اس لئے افضل ہیں کہ ان میں یوم عرفہ آتا ہے اور عشرہ سے نو دن مراد ہے کیونکہ دسویں دن عید ہوتی ہے اور عید کا روزہ جائز نہیں۔ جس کی دلیل درج ذیل احادیث ہیں۔

عیدالفطر اور عیدالاضحٰی کا روزہ جائز نہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْفِطْرِ وَ النَّحْرِ[۳۶]

''رسول کریم ﷺ نے (عید) الفطر اور قربانی کے دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے''۔

عید کے دن روزہ نہیں:

حضرت ابوعبیدہ جو حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ عیدالاضحٰی کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمانے لگے: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْعِيْدَيْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيَوْمٌ تَاْكُلُوْنَ مِنْ نُسُكِكُمْ[۳۷] ''لوگو! رسول کریم ﷺ نے ان دونوں عیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحٰی) کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ عیدالفطر وہ دن ہے جب لوگ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر روزہ کھولتے ہیں اور عیدالاضحٰی کا دن قربانی (کا گوشت) کھانے کا دن ہے''۔

مسئلہ: عید کے دن روزہ نہیں ہوتا۔ بعض لوگ روزہ کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اصل میں قربانی کرنے والا حضور نبی کریم ﷺ کی سنّت سمجھتے ہوئے قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد قربانی کے جانور کے گوشت میں سے کھانا کھاتا ہے۔ قربانی کے بعد قربانی کے جانور سے کچھ یعنی کلیجی یا پائے وغیرہ کھالینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔

---

۳۵ شرح السنۃ جلد۳ ص ۵۲۱، مسلم جلد ا ص ۳۶۷، ترمذی جلد ا ص ۱۵۷۔ ۳۶ مجمع الزوائد جلد۳ ص ۱۸۹، مسند احمد جلد۲ ص ۵۱۱۔ ۳۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص ۸۲، بخاری جلد ا ص ۲۶۷، ابن ماجہ ص ۱۲۴، مسند احمد جلد ا ص ۲۴۔

www.seedharastah.com

قربانی صرف تین دن ہے

از قلم: مفتی محمد صدیق ہزاروی

ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقھم من بھیمۃ الانعام [1]

''اور وہ معلوم دنوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے عطا کردہ جانوروں پر اس کا نام لیں (اور ذبح کریں)''۔

پس منظر:

دنیا بھر کے مسلمان ہر سال عید الاضحی کے موقع پر اپنے جانوروں کی قربانی کر کے سنّت ابراہیمی (علیہ السلام) ادا کرتے ہیں۔ یہ قربانی عام طور پر دس ذی الحجہ کو ہوتی ہے اور اسی دن قربانی کرنا افضل بھی ہے اور اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو قربانی نہ ہو سکے تو گیارہ یا بارہ ذی الحجہ کو قربانی کا جانور ذبح کیا جا سکتا ہے۔ جمہور مسلمانوں کا یہی معمول رہا ہے اور آج بھی اسی طریقہ پر عمل کیا جاتا ہے۔

لیکن افسوس! اب چند سالوں سے ''کچھ لوگوں نے'' جن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، مسلمانوں کے دیگر مذہبی معمولات کی طرح اس مسئلہ میں بھی اُمت کو الجھانے اور ذہنی انتشار کا بیج بونے کی راہ اختیار کر لی ہے۔ چنانچہ جوں ہی ذی الحجہ کا ماہ مبارک آتا ہے، پوسٹروں، اشتہارات اور خطابات کے ذریعے لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ: ''قربانی کے چار دن ہوتے ہیں''۔

چونکہ ان کے خیال میں چوتھے دن قربانی نہ کر کے مسلمان سنّت کے تارک ہو رہے ہیں اس لئے وہ اس دن کی قربانی پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ سنّت طریقہ ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔

''بریں عقل و دانش بباید گریست''

بنا بریں ہم نے مناسب سمجھا کہ ایک مختصر مضمون میں ایام قربانی سے متعلق انصاف پر مبنی تحقیق پیش کر کے تین دن والے موقف کی ترجیح واضح کریں اور یہ بھی بتائیں کہ اس کے مقابل مسلک کی بنیاد کمزور ہے۔

لیکن اس سے پہلے اس حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرنا ضروری ہے کہ فقہاء اسلام کی ذوات قدسیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہیں، جن کی خلوص پر مبنی کاوش کے نتیجے میں قرآن وسنّت کی تشریح وتوضیح اور فقہی مسائل کا حل معلوم ہوا، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ چاروں معروف فقہی مکاتب فکر میں سے کسی نہ کسی مکتب فقہ سے وابستہ ہو اور اسی کا نام تقلید ہے۔

اہلسنّت اور فقہ:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہلسنّت و جماعت چاروں فقہ میں سے کسی نہ کسی فقہ سے ضرور وابستہ ہیں (وہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی، ہوں یا حنبلی) اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاک و ہند کے اہلسنّت و جماعت فقہ حنفی کی روشنی میں اپنے فقہی مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں اور یہاں کے تقریباً تمام اہلسنّت حنفی ہیں بلکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) کے بے علم لوگوں کے لئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید ضروری ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''جب جاہل (بے علم) آدمی ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر (سمرقند، بخارا وغیرہ) کے شہروں میں ہو اور کوئی عالم شافعی، مالکی اور حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کرے اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے مسائل سے باہر نکلنا اس پر حرام ہے کیونکہ اس صورت میں شریعت کی رسی اپنی گردن سے نکال کر مہمل اور بیکار رہ جائے گا'' [2]۔

ایّام قربانی اور ائمہ اربعہ:

(حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی فقہ) فقہ حنبلی کے مطابق قربانی کا آخری وقت ایّام تشریق کا دوسرا دن (بارہ ذی الحجہ

[1] الحج: ۲۸۔ [2] شاہ ولی اللہ ''الانصاف مع اردو ترجمہ کشاف ص ۷۱۔۷۰۔

ہے اور ایّامِ نَحر (قربانی کے دن) تین ہیں، عید کا دن اور اس کے بعد دو دن، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ قربانی تین دن ہے“۔ [۳]

(فقہ مالکی کے بانی) حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ”تیسرا دن قربانی کا آخری دن ہے“۔ [۴] فقہ حنفی کے مطابق بھی قربانی کے صرف تین دن ہیں۔ کیونکہ قربانی صرف ایّامِ نحر میں جائز ہے اور ایّامِ نَحر تین ہیں۔

”ہدایہ“ میں ہے: **وھی جائزہ فی ثلاثۃ ایام یوم النحر و یومان بعدہ** [۵] ”اور یہ قربانی تین دن جائز ہے عید کا دن اور اس کے بعد دو دن“۔

جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یوم نَحر (عید کا دن) اور اس کے بعد تین دن تک قربانی کرنا جائز ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ”**الاضحیۃ جائزۃ یوم النحر و ایام منی کلھا**“[۶] ”قربانی عید کے دن اور منٰی کے تمام دنوں (ایّامِ تشریق) میں جائز ہے“۔

گویا ائمہ اربعہ میں سے تین ائمہ کے نزدیک قربانی صرف تین دن جائز ہے۔ (جبکہ صرف ایک کے نزدیک چوتھے دن قربانی کرنا محض جائز ہے سنّت نہیں۔

نوادر الفقہاء میں ہے: **اجمع الفقھاء ان التضحیۃ فی الیوم الثالث عشر غیر جائز الا الشافعی فانہ اجازھا** [۷] ”اس بات پر فقہاء کرام کا اجماع ہے کہ ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ البتہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ اسے جائز قرار دے رہے ہیں“۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی دلیل:

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنے موقف پر حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **کل ایام تشریق ذبح** [۸] ”تمام ایّامِ تشریق ذبح کے ہیں“۔

اس حدیث کو سلیمان بن موسیٰ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ”**الجوھر النقی**“ کے مصنف علاء الدین علی بن عثمان (المعروف ابن ترکمانی علیہ الرحمہ) لکھتے ہیں: **قلت سلیمان ھذا متکلم فیہ و حدیثہ ھذا اضطرب اضطرابا کثیرا بینہ صاحب الاستذکار** [۹] ”میں کہتا ہوں اس سلیمان کے بارے میں جرح کی گئی ہے اور اس کی اس حدیث میں بہت زیادہ اضطراب ہے جسے ”استذکار“ کے مصنف نے بیان کیا ہے“۔

اور امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **سلیمان بن موسیٰ لم یدرک جبیر بن مطعم فیکون منقطعا** [۱۰] ”سلیمان بن موسیٰ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے“۔

پھر اس سند میں ایک راوی سوید بن عبدالعزیز ہیں، جن کے بارے میں امام بیہقی (شافعی) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **وھو ضعیف عند بعض اھل النقل** [۱۱] ”وہ بعض اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہیں“۔

اس پر ابن ترکمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **قلت وھو ضعیف عند کلھم او اکثرھم** [۱۲] ”میں کہتا ہوں وہ تمام یا اکثر اہل نقل کے نزدیک ضعیف ہیں“۔

”مسند بزار“ میں یہ حدیث ابن ابی حسین کے واسطہ سے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس پر امام بزار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **ابن ابی حسین لم یلق جبیر بن مطعم فیکون منقطعا** [۱۳] ”ابن ابی حسین کی حضرت جبیر بن

---

[۳] عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی، المغنی جلد ۸ ص ۶۳۸۔ [۴] شرح مسلم جلد ۶ ص ۱۳۱۔ [۵] ہدایہ اخیرین جلد ۴ ص ۴۴۴۔ [۶] کتاب الام جلد ۱ ص ۲۲۶۔ [۷] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۴ ص ۱۷۷۔ [۸] مسند امام احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۸۲۔ [۹] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔ [۱۰]۔[۱۱]۔[۱۲] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۹۶۔ [۱۳] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد ۴ ص ۱۷۷۔

مطعم رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے“۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ ایک دوسری حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں: **الا ضحی ثلاثة ایام بعد یوم النحر** [۱۴] ”قربانی عید کے دن کے بعد تین دن ہے“۔

اس حدیث میں ایک راوی طلحہ بن عمرو حضرمی ہیں جو بواسطہ حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ابن ترکمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **ضعفه ابن معين و ابو ذرعه والدار قطني و قال احمد متروک و ذکره الذهبي في کتاب الضعفاء** [۱۵] ”طلحہ بن عمرہ حضرمی کو ابن معین، ابوذرعہ اور دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ شخص متروک ہے اور امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے“۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے بھی استدلال فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ایام التشریق کلها ذبح** [۱۶] ”تمام ایّام تشریق ذبح کے دن ہیں“۔

یہ حدیث معاویہ بن یحییٰ صرفی بواسطہ زہری ابن مسیّب سے، وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، معاویہ بن یحییٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟“ تو انہوں نے فرمایا ”وہ کوئی چیز نہیں ہے (غیر معتبر ہے)“ اور علی بن مدی نے فرمایا: ”معاویہ بن یحییٰ صرفی ضعیف ہے“۔[۱۷]

علاوہ ازیں امام نسائی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابن حاتم نے ”کتاب العلل“ میں فرمایا: **فان هذا حديث موضوع بهذا الاسناد** [۱۸] ”اس سند کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے“۔

تین دن قربانی پر دلائل:

ارشاد ربّانی ہے: **ویذکروا اسم الله في ایام معلومات علی ما رزقهم من بهيمة الانعام** [۱۹] ”اور ان معلوم دنوں میں جانوروں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر ان کو ذبح کرتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے“۔

اس آیت کریمہ کے تحت امام ابوبکر رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **لما ثبت ان النحر فيما يقع عليه اسم الايام و کان اقل ما يتنا و له اسم الايام ثلثة وجب ان يثبت الثلاثة وما زاد لم تقم عليه الدلالة فلم يثبت** [۲۰] ”جب یہ بات ہوگئی کہ ایّام معلومات سے قربانی کے دن مراد ہیں اور لفظ ایّام (جمع) کی دلالت کم از کم تین پر ہے تو تین دن یقیناً ثابت ہوگئے اور تین دن سے زائد پر کوئی دلیل نہیں، پس وہ ثابت نہیں“۔

حضرت نافع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: **الا ضحی یومان بعد یوم الاضحی** [۲۱] ”عیدالاضحٰی کے بعد قربانی دو دن ہے“۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یہی بات فرماتے تھے۔

حضرت قتادہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: **الذبح بعد النحر یومان** [۲۲] ”عید کے بعد دو دن تک قربانی کر سکتے ہیں“۔

تینوں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کے لئے صرف تین دنوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **النحر ثلا ثة ایام** [۲۳] ”قربانی (صرف) تین دن ہے“۔

اس سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار دن قربانی والے کی روایت گزر چکی ہے۔ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ دونوں روایات کا موازنہ کرنے کے بعد اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: **اخرج الطحاوی بسند جید عن ابن عباس** [۲۴] ”امام طحاوی نے نہایت عمدہ سند کے ساتھ (یہ حدیث) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے“۔

---

[۱۴] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۲۹۶۔ [۱۶] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد۴ ص۱۷۷۔ [۱۷] الکامل الضعفاء الرجال (ابواحمد عبداللہ بن عدی جلد۶ ص۲۳۹۰)۔ [۱۸] البنایہ شرح ہدایہ (عینی) جلد۴ ص۱۷۷۔ [۱۹] الحج: ۲۸۔ [۲۰] احکام القرآن للجصاص جلد۳ ص۲۳۵۔ [۲۱] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۲۹۷، موطا امام مالک ص۴۹۷۔ [۲۲] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۲۹۷، موطا امام مالک ص۴۹۷۔ [۲۳] ۔ [۲۴] البنایہ شرح ہدایہ جلد۴ ص۱۷۷۔

حضرت امام محمد، حضرت امام ابوحنیفہ سے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی علیہم الرضوان سے نقل کر کے فرماتے ہیں: **الاضحی ثلثة ایام یوم النحر و یومان بعده** [۲۵] ''قربانی تین دن ہے عید کا دن اور اس کے بعد دو دن''۔

اگر کہا جائے کہ ''ان میں سے کسی روایت میں بھی نبی کریم ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی منقول نہیں (یعنی مرفوع حدیث نہیں) بلکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین کے اقوال ہیں، تو معلوم ہونا چاہئے کہ جو بات قیاس سے نہ کہی جا سکے، اس میں صحابی (رضی اللہ عنہ) کا قول درحقیقت نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ سے سن کر بیان کیا اور دنوں کی تعداد کا معاملہ بھی یہی ہے۔ اس میں کوئی صحابی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا یہ تمام روایات درحقیقت سرکار کائنات ﷺ کے ارشادات مبارکہ ہی کو بیان کر رہی ہیں۔

ابن ترکمانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: **قال الطحاوی فی احکام القرآن لم یرو عن احد من الصحابہ خلافھم فتعین اتباعھم اذ لا یوجد ذالک الا توفیقا** [۲۶] ''امام طحاوی علیہ الرحمہ ''احکام القرآن'' میں فرماتے ہیں کہ کسی صحابی (رضی اللہ عنہ) سے ان (صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم) کے خلاف منقول نہیں ہے لہٰذا ان (رضی اللہ عنہم) کا اتباع متعین ہو گیا کیونکہ ایسی بات صرف توفیقی ہوتی ہے''۔ (رسول اللہ ﷺ سے سن کر بیان کر دی گئی)۔

تین دن تک گوشت کھانے کی اجازت سے استدلال:

شروع شروع میں سرکار کائنات ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو تین دن کے بعد گھر میں گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: **قال النبی ﷺ من ضحی منکم فلا یصبحن بعد ثالثة وفی عنه شئی** [۲۷] ''جو آدمی قربانی کرے اس کے پاس تیسری رات کے بعد گوشت نہ ہو''۔

یہ ٹھیک ہے کہ اس کے بعد رسول کریم ﷺ نے یہ پابندی اٹھا لی اور تین دن کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھانے اور اسے محفوظ رکھ کر فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قربانی کے تین دن ہیں اگر چوتھا دن بھی ہوتا تو نبی کریم ﷺ گوشت کے سلسلے میں چوتھی رات کا ذکر بھی فرماتے، صرف تین کا ذکر نہ ہوتا۔

پھر بھی تین ہی دن:

گزشتہ سطور میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ قربانی کے چار دن کے حوالے سے جو استدلال کیا گیا وہ نہایت کمزور ہے اور اس سلسلے میں مروی احادیث مبارکہ پر محدثین نے راویوں کے ضعف اور حدیث میں ارسال وانقطاع کے حوالے جرح کی ہے جبکہ تین دن سے متعلق مؤقف مضبوط دلائل سے ثابت ہوتا ہے۔ تاہم اگر قربانی کے چار دن سے متعلق روایات کو ضعیف یا موضوع نہ بھی بنایا جائے تو بھی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تین دن والی روایات کو ترجیح دی جائے کیونکہ تین دن پر سب کا اتفاق ہے اور چوتھے دن میں اختلاف ہے۔ لہٰذا جس پر سب کا اتفاق ہے اسی کو اختیار کر لیا جائے۔ سرکار کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا: **دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ** ''جو بات تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر اس بات کو اختیار کرو جو شک سے پاک ہے''۔

یہ تو ائمہ کرام کے درمیان اختلاف کا ذکر اور اس سلسلے میں تحقیق تھی، آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں غیر مقلدین کے اکابر کیا کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کے نزدیک:

جیسا کہ ہم نے ابتداء میں لکھا ہے کہ اہل پاکستان کی اکثریت فقہ حنفی سے تعلق رکھتی ہے اور فقہاء اربعہ میں سے صرف امام شافعی علیہ الرحمہ قربانی کے لئے چار دن کے قائل ہیں جبکہ پاکستان میں شاید ہی کوئی شافعی المسلک ہو اس لئے کسی فقہی مکتب فکر کی جانب سے چوتھے دن پر اصرار نہیں ہوتا۔

البتہ اس ضمن میں جس قدر ''اشتہار بازی'' ہوتی ہے اور قربانی

---

[۲۵] کتاب الآثار (حضرت امام ابوحنیفہ بروایت امام محمد) ص ۳۵۴۔ [۲۶] الجواہر النقی ذیل السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۹۷۔ [۲۷] صحیح بخاری جلد ۲ ص ۸۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۹۲۔

کے چار دن کی ''رٹ'' لگائی جاتی ہے اس کا منبع غیر مقلد حضرات ہیں، جو کسی فقہی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ لہٰذا ہم ان کے گھر کی شہادت پیش کر کے عقل و خرد کے دامن سے وابستہ لوگوں کو دعوت فکر دیتے ہیں۔ غیر مقلدین کے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث جن کو ''مفتی اعظم شیخ الکل فی الکل'' کہا گیا ہے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں چوتھے دن کی قربانی کو محض جائز قرار دیا ہے نہ کہ سنّت بلکہ جو شخص جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرے اس کو موصوف نے نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف چلنے والا قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں سوال و جواب دونوں بعینہٖ نقل کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین کرام خود فیصلہ کر سکیں۔

سوال: ایک آدمی اس حدیث شریف پر عمل کرتے ہوئے جان بوجھ کر چوتھے دن قربانی کرتا ہے۔ (حدیث شریف) **من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائہ شہید** ''جو شخص فساد اُمت کے وقت میری سنّت کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے''۔ تو کیا وہ اجرِ عظیم کا مستحق ہوگا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔ (سائل ظہیر احمد ظہیر)

جواب: اس آدمی کا عمل نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔ اس کو تھوڑا اجر ملے گا کیونکہ اصل قربانی عید کے دن ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی دی ہے۔ تمام کتب احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا فرمان اس طرح موجود ہے: **اول ما نبداء بہ فی یومنا ھذا ان نصلی و نرجع فنحر** ''آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز عید پڑھیں گے اور واپس آکر قربانی کریں گے''۔

معلوم ہوا کہ نماز پڑھ کر قربانی دینی چاہئے اگر قربانی کے وسائل موجود ہوں تو عید کے دن ہی قربانی کرنا ضروری ہے۔ اگر وسائل نہیں تو دوسرے دن بھی جائز ہے۔ اگر دوسرے دن بھی میسر نہیں آئی تو تیسرے دن اور اگر تیسرے دن بھی میسر نہیں ہو سکی تو پھر عید کے چوتھے دن صرف جائز ہے، سنّت نہیں۔ لہٰذا مُردہ سنّت کو زندہ کرنے والی بات بھی غلط ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے تیسرے اور چوتھے دن کبھی بھی قربانی نہیں کی۔ لہٰذا یہ آپ ﷺ کی سنّت نہیں ہے اور مُردہ سنّت کو زندہ کرنے والی بات غلط ہے اور جاہلوں والی بات ہے، جس کے پیچھے کوئی دلیل نہیں ہے''۔ [28]

قابل توجہ:

آپ نے غیر مقلدین حضرات کے ایک بہت بڑے مفتی کا فتویٰ پڑھا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا خلاف سنّت ہے اور ان حضرات کے نزدیک بھی زیادہ سے زیادہ جواز کا فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں چند دیگر باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے: (۱)۔ اُمتِ مسلمہ کا معمول چوتھے دن قربانی کرنا نہیں ہے، اسی لئے سوال کرنے والے نے اسے مُردہ سنّت سے تعبیر کیا۔ (اگرچہ اس کا مُردہ سنّت کہنا صحیح نہیں)، (۲)۔ اس فتویٰ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عید کے دن قربانی کی ہے تو پھر مسلمانوں کو اس سنّت سے محروم کرنے کی مہم کا کیا مقصد ہے؟ (۳)۔ تعجب خیز بات ملاحظہ کیجئے ایک طرف مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ ''اس کا عمل نبی کریم ﷺ کے عمل کے خلاف ہے'' اور دوسری طرف یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''اسے تھوڑا اجر ملے گا''۔ (سبحان اللہ! کیا پتے کی بات کی ہے) اور (۴)۔ ایک طرف تو مقلدین حضرات سنّت کی محبت (کے دعویٰ) میں مسلمانوں کے جائز اور مستحب معمولات کو بھی ''خلاف سنّت'' قرار دے کر ''بدعت'' کا فتویٰ لگاتے ہیں اور یوں مسلمانوں کی اکثریت کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف چوتھے دن کی قربانی پر، جو ان کے نزدیک بھی محض جائز ہے، بہت زیادہ زور دے کر اُمتِ مسلمہ کو سنّت پر عمل کرنے سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان حضرات کے نزدیک سنّت و بدعت کا الگ الگ معیار ہے، اور وہ ہے۔ ؎ جو مزاج یار میں آئے۔

اہلسنّت و جماعت بھائیوں سے گزارش:

ہم نے عدل و انصاف کا دامن تھامے ہوئے اس مسئلہ پر مبنی بر تحقیق تحریر پیش کی ہے اور دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ قربانی صرف تین دن ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے، یہی نہیں بلکہ سنّت طریقہ بھی یہی ہے۔ علاوہ ازیں اُمتِ مسلمہ کا آج تک یہی معمول رہا ہے۔ لہٰذا سوادِ اعظم اہلسنّت و جماعت، رسول کریم ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے ہوئے اسی راہ پر گامزن رہیں اور اگر کہیں دورِ حاضر کی فتنہ سازیوں کی وجہ سے شک و شبہ کی فضاء پیدا ہو تو علماء اہلسنّت کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں حقائق کا فہم و ادراک اور ان کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

[28] فتاویٰ برکاتیہ (اہلحدیث ص ۲۸۰،۲۷۹، جامعہ اسلامیہ گلشن آباد گوجرانوالہ)۔

ثواب ہی ثواب

(اجر ہی اجر)

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بُرا کہا اور نبی کریم ﷺ بیٹھے تعجب و تبسم فرما رہے تھے تو جب اس شخص نے انتہا کردی، تو آپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے بعض باتوں کا جواب دے دیا۔ اس پر آپ ﷺ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے پہنچے، عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ مجھے برا کہتا رہا آپ (ﷺ) بیٹھے رہے۔ جب میں نے اس کی بات کا جواب دیا تو آپ (ﷺ) ناراض ہوئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) **كَانَ مَعَكَ مَلَكٌ يَرُدُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَيْهِ وَقَعَ الشَّيْطَانُ** ''تمہارے ساتھ فرشتہ تھا جو اسے جواب دے رہا تھا پھر جب تم نے خود اسے جواب دیا تو شیطان حائل ہوگیا''۔ پھر فرمایا:

يَا اَبَا بَكْرٍ ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَيُغْضِي عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِيَّةٍ يُّرِيْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا كَثْرَةً وَّمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ يُّرِيْدُ بِهَا كَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً [1]

''اے ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) تین چیزیں بالکل حق ہیں:

(۱)۔ جب کسی شخص پر ظلم کیا جائے تو وہ (مظلوم) اللہ تبارک و تعالیٰ (کی رضا) کے لئے چشم پوشی کرے۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے ذریعہ اپنی مدد بڑھادے گا۔

(۲)۔ کوئی شخص دینے کا دروازہ نہیں کھولتا جس سے صلہ رحمی کا ارادہ کرے مگر اسے اللہ تبارک وتعالیٰ زیادتی مال اور بڑھادے گا۔ اور

(۳)۔ کوئی شخص اپنا مال بڑھانے کی غرض سے جب مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کمی بڑھا دیتا ہے''۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کا تبسم فرمانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری ملاحظہ فرما کر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خوش ہو کر تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنی اُمت کے نیک اعمال سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ نیک اعمال کرتے رہیں تاکہ نبی کریم ﷺ ہمارے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہم سے خوش ہوتے رہیں۔ آپ ﷺ کی خوشی ہمارے نیک بننے سے ہوگی۔

مسئلہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب دینا اگرچہ بالکل جائز تھا اور از روئے قرآن مجید بالکل حق تھا۔ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ** ۝ (الشوریٰ:۳۹) ''اور وہ کہ جب بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں''۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے: **لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ** (النساء:۱۴۸) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) پسند نہیں فرماتا، بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے''۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت مظلوم تھے لہٰذا آپ پر کوئی اعتراض نہ تھا اور نہ ہی آپ سے کوئی ناجائز کام سرزد ہوا۔ مگر ذاتی دشمن سے بدلہ شان صدیقی کے لائق نہیں تھا۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری طرف سے فرشتہ بدلہ لے رہا تھا اس لئے تمہیں دشمن سے منہ نہیں لگانا چاہئے تھا۔ مجرموں کو بادشاہ اپنے ہاتھوں سے سزا نہیں دیتے بلکہ اپنے خدام سے سزا دلواتے ہیں۔ آپ ﷺ کا اٹھ جانا ناراضگی کے لئے نہیں تھا بلکہ افضلیت کی تعلیم کے لئے تھا۔ آپ ﷺ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب وہ شخص تم سے کہتا تھا کہ ابوبکر تم تو ایسے ہو تو فرشتہ کہتا تھا ابوبکر تو اچھے ہیں تو ہی ایسا ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی نورانی نگاہیں غیبی فرشتوں کو دیکھتی ہیں اور آپ ﷺ کے نورانی کان مبارک فرشتوں کی آوازیں سنتے ہیں۔ آپ ﷺ یہ افضل تعلیم فرما رہے تھے کہ جب تم صبر کر رہے تھے تو وہ

[1] مرآۃ جلد ۶ ص ۶۵۳، مشکوٰۃ ص، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۶۔

رب کی رضا کے لئے تھا۔ اب تمہارا جواب دینا ذاتی غصہ کی وجہ سے تھا اس لئے فرشتہ خاموش ہوگیا اور شیطان خوش ہونے لگا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جائز کام اگر نفس کے لئے ہو تو شیطان کی خوشی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جو شخص اپنے حقوق مارنے والے سے چشم پوشی کرے، اس پر موقعہ پا کر بھی اس سے بدلہ نہ لے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی مدد اور بھی زیادہ فرما دے گا۔ یہ بات چمکتے سورج کی طرح روشن ہے کہ معافی سے عزت بڑھتی ہے۔ بشرطیکہ معافی کمزوروں کی نہ ہو، اخلاق کی ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عیب چھپالے گا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

مَنْ حَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ [۲]

''جو اپنی زبان کی حفاظت کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے عیب چھپالے گا اور جو اپنا غصہ روکے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے قیامت کے دن اپنا عذاب روک لے گا اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت کرے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے عذر قبول کرے گا''۔

اس فرمان کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو اپنی زبان سے لوگوں کے عیوب بیان نہ کرے بلکہ اوروں کے عیوب چھپالے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے عیوب دنیا و آخرت میں چھپا دے گا۔ دوسرے یہ کہ اگر خاموش رہے تو اس کے عیوب چھپے رہیں گے اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے دوسرے مجرموں کے عذر قبول کر کے انہیں معافی دے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس کو معافی دے گا۔ تیسرے یہ کہ بڑے سے بڑا مجرم اگر توبہ کرے تو بخش دیا جائے گا۔

نجات دینے والی چیزیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنٰى وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَهِيَ اَشَدُّهُنَّ [۳]

''تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔ خفیہ اور اعلانیہ طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنا۔
۲۔ خوشی اور ناخوشی میں سچی بات کرنا۔
۳۔ امیری اور فقیری میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں:

۱۔ نفسانی خواہش جس کی پیروی کی جائے۔
۲۔ بخل جس کی اطاعت کی جائے۔
۳۔ اور انسان کا اپنے آپ کو اچھا جاننا۔ یہ ان سب سے سخت تر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اور چھپ کر ہر حالت میں نیک کام کرنا، اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنا تمام نیکیوں کی اصل ہے۔ غصہ اور خوشی ہر حالت میں سچ بولنا۔ خرچ درمیانہ رکھنا۔ نہ فضول خرچی کرنا اور نہ بخل کرنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کام میں درمیانی چال ہمیشہ نفع بخش ہے۔ اگر انسان دل کے کہنے پر جو چاہے کرے جائز یا ناجائز اور اپنی باگ ڈور نفس امّارہ کے ہاتھ دے دے تو نفس امارہ کا بندہ ہلاک ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے درمیانی چال چلنے والا امن و سلامتی پاتا ہے۔

ہر عیب سے پاک ہونا اور ہر خوبی سے متصف ہونا اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے۔ مخلوق میں سے جو اپنے آپ کو ایسا سمجھے وہ خسارے میں ہے، وہ اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہمسر سمجھتا ہے۔ ہم سب عیب دار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بے عیب ہے یا بے عیب وہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ بے عیب بنا دے جیسے ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام۔

---

[۲] مرآۃ جلد ۶ ص ۶۶۷، مشکوٰۃ ص ۴۳۴ [۳] مشکوٰۃ ص ۴۳۴، مرآۃ جلد ۶ ص ۶۶۸ [۴] مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۹۱۔

www.seedharastah.com

قبر

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

قبر پر کتنی دیر ٹھہرنا چاہیے:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ: ''آپ مرض الموت میں دیوار کی طرف منہ پھیر کر کافی دیر تک روتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا ابا جان آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا اللہ (جل جلالہ) کے رسول ﷺ نے آپ کو فلاں فلاں بشارت نہیں دی۔ آپ نے ان کی طرف منہ کر کے فرمایا! ہم سب سے افضل توحید و رسالت کے اقرار کو سمجھتے تھے یعنی (**لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**) میری زندگی تین مختلف حالات سے گزری ہے۔ (۱)۔ ایک وہ دور تھا جب رسول اللہ ﷺ سے انتہائی بغض تھا اور آپ ﷺ کو شہید کرنے سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہ تھی۔ اگر خدانخواستہ میں اس حالت میں فوت ہو جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ (۲)۔ پھر جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرما دی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)، ہاتھ پھیلایئے تاکہ میں بیعت کرلوں۔ آپ ﷺ نے سیدھا (دایاں) ہاتھ پھیلا دیا۔ لیکن میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اے عمرو! تجھے کیا بات ہے؟ عرض کیا میں نے چاہا ایک شرط لگا لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط ہے؟ عرض کیا یہ کہ میری بخشش ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو جانتا نہیں کہ اسلام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جیسے ہجرت اور حج سارے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی جلیل القدر تھا۔ آپ ﷺ کی شان جلالت کی وجہ سے میں آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کے اوصاف اور حلیہ مبارک پوچھتا تو میں بتا نہیں سکتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کی شان جلالت کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اور اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو مجھے توقع تھی کہ میں جنتی ہوتا۔ (۳)۔ پھر مجھے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ نہ معلوم ان کی وجہ سے میرا کیا انجام ہو، (تو فرمانے لگے) تو جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والی اور آگ نہیں ہونی چاہیے۔ پھر جب تم مجھے دفن کر چکو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو میری قبر کے گرد، اتنی دیر تک کھڑے رہنا، جتنی دیر اونٹنی ذبح کرنے اور اس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور مجھے معلوم ہو جائے کہ رب کے فرشتے کیا لے کر لوٹتے ہیں؟ (معلوم ہوا کہ مردہ حاضرین قبر سے مانوس اور خوش ہوتا ہے)۔ [۱]

جمعۃ المبارک کے دن زیارت قبور:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں ہم سے خالد بن خداش نے بیان کیا انہوں نے جعفر بن سلمان سے انہوں نے ابوالتیاح سے، فرماتے ہیں: ''حضرت مطرف علیہ الرحمہ صبح سویرے آجایا کرتے تھے، فرمایا میں نے ابوالتیاح کو فرماتے ہوئے سنا اور جب جمعۃ (المبارک) کا دن ہوتا تو کافی اندھیرا ہو جانے کے بعد واپس آتے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کا کوڑا اندھیری رات میں روشن ہو جایا کرتا تھا۔ ایک رات گھوڑے پر قبرستان کے پاس سے گزرے تو آپ نے دیکھا کہ تمام قبروں والے اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں۔ وہ سب بولے یہ (حضرت) مطرف (علیہ الرحمہ) ہیں جو ہر جمعۃ المبارک کو ہمارے پاس آتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا تمہیں بھی جمعۃ (المبارک) کا علم ہوتا ہے؟ بولے ہاں! اور اس دن پرندے جو کچھ کہتے ہیں ہمیں اس کا علم ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا وہ سلام سلام کہتے ہیں''۔ [۲]

والدین کی قبر کی جمعۃ المبارک کے دن زیارت کرنا:

حضرت عثمان بن سودہ الطفاوی کا بیان ہے کہ: ''میری والدہ بہت عابدہ تھیں۔ لوگ انہیں راہبہ کہا کرتے تھے۔ جب ان

[۱] کتاب الروح ص ۱۱۔ [۲] کتاب الروح ص ۶۔

پر نزع کا عالم طاری ہوا تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمانے لگیں اے میرے ذخیرے اور اے وہ جس پر زندگی بھر مجھے بھروسہ رہا اور موت کے بعد بھی ہے، مجھے موت کے وقت رسوا نہ کرنا اور میری قبر میں مجھے دہشت سے بچانا۔ پھر وہ فوت ہو گئیں تو میں ہر جمعۃ المبارک کو ان کی قبر پر حاضری دیتا، ان کے لئے دُعا کرتا، ان کے حق میں استغفار کرتا اور دیگر قبروں والوں کے لئے بھی۔ ایک دن میں نے اپنی والدہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا! اے امی جان آپ کیسی ہیں؟ انہوں نے فرمایا! اے بیٹے موت کی تکلیف شدید ہے اور میں الحمدللہ برزخ میں قابل تعریف مقام پر ہوں۔ ہم پھول بچھاتے ہیں اور سندس اور استبرق کے بستروں پر آرام کرتے ہیں اور یوم النشور یعنی حساب و کتاب کے دن تک اسی حال میں رہیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے تو بتائیں؟ فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا، کیا کام ہے؟ فرمایا تو نہ تو ہماری زیارت کے لئے آنا چھوڑنا اور نہ ہی دُعا کرنا بھولنا۔ جمعۃ المبارک کے دن جب تم اپنے گھر سے آتے ہو تو مجھے خوش خبری سنائی جاتی ہے کہ اے راہبہ یہ تمہارا بیٹا آ گیا ہے اور اس سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے پڑوسیوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے‘‘۔ ۳؎

صاحب قبر کو زیارت والے کا علم:

حضرت فضل بن مرفق علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ’’میں اپنے والد (گرامی) کی قبر پر بار بار جاتا تھا اور میرا یہ عمل کثرت سے تھا۔ ایک دن میں ایک جنازہ میں شریک ہوا اور اس کی تدفین میں مصروف رہا۔ اپنے والد (گرامی) کی قبر پر نہ جا سکا تو رات کو میں نے اپنے والد (گرامی) کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا! اے میرے بیٹے تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا، اے میرے والد صاحب! کیا آپ کو علم ہوتا ہے جب میں آپ کے پاس آتا ہوں؟ فرمایا ہاں! اللہ (جل جلالہ) کی قسم میں برابر آگاہ رہتا ہوں، یہاں تک کہ جب تم پل سے اتر کر میرے پاس آ کر بیٹھتے ہو۔ پھر اُٹھ کر واپس جاتے ہو تو میں برابر تمہیں دیکھتا رہتا ہوں، یہاں تک کہ تم پل سے اتر جاتے ہو‘‘۔ ۴؎

دفن کے بعد قبر پر سورت یٰسین پڑھنے کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھے حسن بن ہیثم نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حضرت ابوبکر بن الاطروش ابن بنت ابی نصر بن التمار سے سنا ہے، فرماتے ہیں: ’’ایک شخص جمعۃ المبارک کو اپنی والدہ کی قبر پر آتا تھا اور سورت یٰسین شریف پڑھتا تھا۔ ایک دن وہ قبر پر آیا۔ اس نے سورت یٰسین پڑھی، پھر اس نے دُعا کی (**اللھم ان کنت قسمت لھذہ السورۃ ثوابا فاجعلہ فی اھل ھذہ المقابر**) ’’اے میرے اللہ (جل جلالک) اگر تو اس سورت کو تقسیم فرماتا ہے تو اس قبرستان کے تمام قبروں والوں کو اس کا ثواب عطا فرما‘‘۔ اگلے جمعۃ المبارک میں ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس سے پوچھا کیا تو فلاں ابن فلاں ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا میری ایک بیٹی فوت ہو گئی ہے۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر کے کنارے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ اس نے آپ کا نام بتایا اور کہا کہ وہ اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور سورت یٰسین (شریف) پڑھ کر سب قبروں والوں کو بخش دیا۔ اس میں سے کچھ ثواب ہمیں بھی ملا یا ہمیں بخش دیا گیا یا اس جیسا جملہ بولا‘‘۔ ۵؎

حسن بن صباح زعفرانی کہتے ہیں: ’’میں نے (امام) شافعی علیہ الرحمہ سے قبر کے پاس تلاوت قرآن مجید کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں‘‘۔ ۶؎

حضرت خلال نے حضرت شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ’’جب انصار کا کوئی عزیز فوت ہو جاتا تھا تو وہ اس کی قبر کے پاس آ کر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے‘‘۔ ۷؎

۳؎ کتاب الروح ص ۷۔ ۴؎ کتاب الروح ص ۱۳۔ ۵؎ کتاب الروح ص ۱۵۔ ۶؎ کتاب الروح ص ۱۳۔ ۷؎ کتاب الروح ص ۱۳۔

حضرت حسن بن جروی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''میں اپنی ہمشیرہ کی قبر سے گزرا تو وہاں پر قرآن پاک کی سورت ملک کی تلاوت کی (تو اگلے دن) ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا (رات) میں نے خواب میں تمہاری ہمشیرہ کو دیکھا ہے، فرماتی تھی اللہ (جل جلالہ) میرے بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے اس کی قرأت سے میں نے فائدہ اٹھایا''۔ ۸

دفن کے بعد قبر پر قرآن پاک کی تلاوت:

حضرت علاء بن حلاج اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

''میرے والد نے مجھے (وصیت) فرمائی کہ جب میں مرجاؤں اور جب مجھے لحد میں رکھنا تو ''**بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ**'' پڑھنا اور میری قبر پر مٹی ڈالنا۔ مٹی ڈالنے (اور قبر بنانے) کے بعد میری قبر کے سرہانے سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات اور آخری آیات پڑھنا۔ ایک روایت میں سر کی طرف ابتدائی آیات اور پاؤں کی طرف آخری آیات کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔ ۹

قبر پر تلاوت قرآن مجید کے سلسلہ میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت علی بن موسیٰ حداد علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ''میں حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن قدامہ الجوہری علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھا۔ جب میت کو دفنایا گیا تو ایک نابینا شخص (قرآن پاک کی) قرأت کے لئے بیٹھ گیا تو حضرت امام احمد بن حنبل (رضی اللہ عنہ) نے اس نابینے شخص سے کہا (**یا ھذا ان القرأۃ عند القبر بدعۃ**)'' اے شخص قبر پر تلاوت (قرآن مجید) کرنا بدعت ہے''۔ پھر ہم قبرستان سے باہر آئے تو حضرت محمد بن قدامہ الجوہری علیہ الرحمہ نے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے کہا! اے ابو عبداللہ آپ (حضرت) مبشر حلبی علیہ الرحمہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ (تو حضرت محمد بن قدامہ علیہ الرحمہ نے) کہا مجھے مبشر حلبی علیہ الرحمہ نے عبدالرحمٰن بن علاء بن حلاج سے انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ جب مجھے دفن کر دیا جائے تو میری قبر کے سرہانے سورۃ البقرۃ کا ابتدائی اور آخری رکوع پڑھا جائے تو فرمایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی وصیت کی تھی پھر ان سے حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے فرمایا جاؤ اور نابینا سے کہو (قبر پر) تلاوت قرآن مجید کرے''۔ ۱۰

قبرستان والوں کے لئے ہدیہ:

حضرت بشیر بن منصور علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں:

''طاعون کے زمانے میں ایک شخص قبرستان آتا جاتا تھا اور میتوں کی نماز جنازہ میں حاضر رہتا تھا۔ جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور کہتا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری وحشت دور فرمائے تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے، ان کلمات سے زیادہ کوئی بات نہ کرتا۔ اس کا بیان ہے کہ ایک شام میں قبرستان نہ گیا اور اپنے گھر آگیا اور ان کے لئے دُعا نہ کی جیسا کہ میں دُعا کیا کرتا تھا۔ کہتا ہے، رات میں سو رہا تھا تو کیا دیکھا کہ انسانوں کا انبوہ کثیر ہے، تاحدِ نگاہ انسان ہی انسان ہیں، وہ میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اور تمہیں کیا حاجت ہے؟ کہنے لگے ہم قبروں والے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہیں کیا حاجت ہے؟ بولے تم نے اپنے گھر جانے سے پہلے ہمیں اپنے ہدیہ وتحفہ کا عادی بنا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیسا ہدیہ؟ بولے وہ دُعائیں جو تم ہمارے لئے کرتے ہو۔ میں نے ان سے کہا اچھا میں تمہارے لئے دُعائیں کرتا رہوں گا۔ کہتے ہیں پھر میں نے یہ عمل کبھی ترک نہ کیا''۔ ۱۱

۸ کتاب الروح ص ۱۳۔ ۹ کتاب الروح ص ۱۲، شرح الصدور ص ۱۰۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۹۔ ۱۰ کتاب الروح ص ۱۲۔ ۱۱ کتاب الروح ص ۷۔

قبر سے آواز کا آنا:

حضرت یزید بن ہارون فرماتے ہیں، مجھے سلمان تیمی نے خبر دی کہ ابو عثمان عبدالرحمٰن بن نہدی نے کہا کہ:

''ابن ساس ایک روز ایک جنازے کے ساتھ تھے اور معمولی قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ فرماتے ہیں، میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں اس قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ فرماتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میرا دل بیدار تھا، میں نے قبر سے ایک آواز سنی، یہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے اذیت نہ پہنچاؤ۔ تم لوگوں کو عمل کا موقع حاصل ہے مگر تم نہیں جانتے (ہمارے حالات کیا ہیں؟) اور ہم (حالات کو) جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے ۔ مجھے تمہاری دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے زیادہ پیاری ہیں۔ (دیکھو اس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ ایک شخص میری قبر کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ہے اور اس کی نماز کا بھی علم ہو گیا)۔ ۱۲

فضل کے والد کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھ سے محمد بن حسین نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے یحییٰ بن ابو بکیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے سفیان بن عیینہ کے ماموں کے بیٹے فضل نے بیان کیا:

''جب میرے والد فوت ہو گئے تو مجھے انتہائی ملال ہوا، میں روزانہ ان کی قبر پر حاضری دیتا، پھر میں کچھ دن ان کی قبر پر آنے سے رک گیا۔ جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا پھر ایک دن میں ان کی قبر پر حاضر ہوا اور قبر کے پاس بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد محترم کی قبر پھٹ گئی اور قبر میں کفن میں لپٹے خوف زدہ مردوں کی سی ہیبت میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں رونے لگا۔ میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا۔ اے میرے بیٹے کس وجہ سے تو اتنے دنوں کے بعد آیا؟ میں نے عرض کیا! کیا میری حاضری کا آپ کو علم ہوتا ہے؟ فرمایا جتنی مرتبہ بھی تم آئے تمہارے آنے کی مجھے خبر ہو گئی اور تمہارے آنے سے اور تمہاری دُعاؤں سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے آس پاس کے لوگوں کو بھی انسیت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں اکثر ان کی قبر پر آتا رہتا''۔ ۱۳

قبر والے کو تکلیف:

حضرت ابو قلابہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں

''میں شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا، نہایا۔ رات میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ مجھے متنبہ کیا گیا کہ صاحب قبر مجھ سے شکوہ کر رہا ہے کہ آج رات تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ پھر کہا تم لوگ عمل تو کرتے ہو مگر تمہیں حالات کی خبر نہیں اور ہم حالات سے آگاہ ہیں مگر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر کہا تم نے جو دو رکعت نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، پھر کہا اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا والوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ ان کی دُعاؤں سے ہمیں پہاڑوں جیسا نور حاصل ہوتا ہے۔ (پہاڑوں کی مثل ثواب ملتا ہے)''۔ ۱۴

''کتاب الروح'' میں ابن قیم الجوزی نے محولہ بالا واقعات کو ثابت کرنے کے لئے حدیث پاک لکھی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے'' میری رائے میں تمہارے خواب اس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں ہے''۔ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ پر مومنوں کے خوابوں کی موافقت ان کی روایت اور رائے کے قائم مقام ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک بھی وہ چیز اچھی یا بری ہے، جو اُن کے نزدیک اچھی یا بری ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسئلہ دلائل سے بھی ثابت ہے۔ خوابوں کے واقعات تو بطور شہادت کے ہیں۔

قبر پر تلقین:

ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں ''لوگوں کا قدیم سے عمل جاری ہے کہ قبر میں میت کو تلقین کی جاتی ہے اور اگر وہ (صاحب قبر) نہ سنتا ہوتا

---

۱۲ کتاب الروح ص ۹۔ ۱۳ کتاب الروح ص ۷۔ ۱۴ کتاب الروح ص ۱۰۔

اور تلقین سے اسے فائدہ نہ ہوتا تو تلقین کرنی بے فائدہ اور بے کار ہوتی''۔ ۱۵ ''اس سلسلہ میں حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا تو آپ نے تلقین کو اچھا عمل کہا۔ لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑی''۔ ۱۶

طریقۂ تلقین:

حضرت امام طبرانی علیہ الرحمہ نے ''المعجم'' میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ میت کو اس طرح تلقین کرنی چاہئے۔

حدیث شریف:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور (اس پر قبر بنا کر) اس پر مٹی ڈال دی جائے تو ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر آواز دے۔ اے فلاں، فلاں عورت کے بیٹے، وہ سنتا ہے اور وہ جواب نہیں دیتا۔ پھر دوسری مرتبہ اس کا نام اور اس کی والدہ کا نام لے کر پکارے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر تیسری مرتبہ اس کا نام اور اس کی والدہ کا نام پکارے تو وہ جواب دے گا۔ ''اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ ہماری رہنمائی سے فائدہ اٹھاؤ''۔ لیکن تم ان کی بات کو نہیں سن سکو گے پھر تلقین کرنے والا صاحب قبر سے کہے ''**اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وانک رضیت باللہ ربا و بالاسلام دنیا و بمحمد نبیا و بالقران اماما**'' ''تم جس اقرار پر دنیا سے سدھارے تھے وہ یاد کرو یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ کہ تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر راضی تھے''۔ یہ تلقین سن کر منکر ونکیر ہٹ جاتے ہیں اور کہتے ہیں، آؤ واپس چلو، اس کے پاس ٹھہرنے کی ضرورت نہیں اسے اس کی حمیت یاد دلا دی گئی اور اس کے درمیان جھگڑنے کے لئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اس کے پیارے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) آ گئے۔ ان ساری باتوں کو سننے کے بعد ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر کسی کو صاحب قبر کی ماں کے نام کا علم نہ ہو تو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا ایسی صورت میں اس کی ماں (حضرت بی بی حوا علیہا السلام) کا نام لے لے''۔ ۱۷

ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں ''تمام شہروں میں اور ہر زمانے میں بلا انکار اس پر عمل جاری ہے اور یہی بات اس پر عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ روئے زمین کی امت جو اپنی عقل و وسیع معلومات میں کامل ترین ہے۔ ایسوں سے خطاب کرنے پر اتفاق کرے جو نہ سن سکتے ہوں اور نہ سمجھ سکتے ہوں اور اسے اچھا سمجھے اور اس کا کوئی انکار نہ کرے۔ بلکہ پہلے بعد میں آنے والوں کے لئے سنّت جاری کر جائیں اور اس بات میں پچھلے پہلوں کے قدم بہ قدم چلیں۔ اگر مخاطب میں سننے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو یہ خطاب ایسا ہے جیسے کوئی مٹی، لکڑی، پتھر اور معدوم سے خطاب کرتا ہے۔ ایسے خطاب کو کوئی بیوقوف اچھا جانے مگر تمام علماء تو اچھا نہیں جان سکتے۔ ۱۸

واقعہ ایک میت کا:

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے مناسب سند کے ساتھ لکھا ہے۔ ''ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں شریک ہوئے جب میت کو دفن کر دیا گیا (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس خوش نصیب رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت بھی جلوہ افروز رہے) تو فرمایا ''**سلوا لاخیکم التثبیت فانہ الآن لیسال**'' ''اپنے بھائی کی ثابت قدمی کے بارے میں سوال کیا کرو کہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے'' معلوم ہوا کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ تلقین بھی سنتا ہے۔ ۱۹ اور یہ بھی صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے۔ **ان المیت لیسمع قرع نعالھم اذا ولوا منصرفین** ۲۰ (صاحب قبر، واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے)۔

---

۱۵ کتاب الروح ص ۱۵ (کتاب الروح غیر مقلدین کے امام ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن قیم الجوزی کی کتاب ہے۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم الجوزی صاحبان غیر مقلدین میں معتبر شخصیات ہیں۔ غیر مقلدین کو ان کی باتیں ماننے میں پس وپیش نہیں کرنا چاہئے۔ موجودہ دور کی من گھڑت باتوں کو چھوڑ کر حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔'' ادارہ)۔ ۱۶ کتاب الروح ص ۱۶۔ ۱۷ کتاب الروح ص ۱۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۵، شرح الصدور ص ۱۰۸، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۵، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۲۲۴۔ ۱۸ کتاب الروح ص ۱۶۔ ۱۹ کتاب الروح ص ۱۶۔ ۲۰ کتاب الروح ص ۱۶، باختلاف الفاظ مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۴۔

www.seedharastah.com

تعارف

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور

انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور

مرکز اسلام اہلسنّت وجماعت جامع مسجد نگینہ گوجر پورہ، چائنہ سکیم لاہور کے زیر سایہ 1996 میں دین اسلام کا سلسلہ شروع ہوا۔ چند سالوں میں برادران طریقت، متوسلین، متعقدین اور احباب نے جس محبت اور خلوص کے ساتھ معاونت کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) لاہور کے سرپرست اعلیٰ منیر احمد یوسفی (ایم-اے) کی جدوجہد اور تعلیم وتبلیغ سے 1998 میں الحاج چوہدری محمد یوسف کی صدارت میں نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی رجسٹر ہوئی۔ سوسائٹی نے سب سے پہلا عملی قدم یہ اٹھایا کہ جامعہ یوسفیہ برائے طلباء و طالبات کے زیر اہتمام ستمبر 1998ء میں طالبات کی تعلیم وتربیت کے لئے مدرسہ شروع کیا۔ 1998ء میں 33 طالبات زیرِ تعلیم رہیں۔ ستمبر 2000ء میں جامع مسجد نگینہ میں جامعہ یوسفیہ برائے طلباء کا قیام معرض وجود میں آیا۔ جس میں اس وقت تقریباً 100 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ اگست 2000ء میں جامعہ یوسفیہ برائے طلباء و طالبات کا تنظیم المدارس اہلسنّت و جماعت پاکستان سے الحاق ہوا۔ جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات میں اس وقت 200 طالبات، حفظ ناظرہ اور عالمہ فاضلہ کورسز اور ترجمۃ القرآن کی تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ اسی طرح 2001ء میں نگینہ ماڈل سکول کا قیام بھی معرض وجود میں آیا۔ مختلف کلاسز میں تقریباً 150 طلباء وطالبات زیور تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ جامعہ یوسفیہ برائے طالبات کی ایک شاخ مدرسہ حویلی لکھا میں تعمیر کی گئی ہے جس پر تقریباً آٹھ لاکھ روپے لاگت آئی ہے۔ وہاں 100 کے قریب طالبات تعلیم حاصل کررہی ہیں۔ نومبر 2005ء میں شہر ملتان کے علاقہ گلزیب کالونی میں جامعہ یوسفیہ برائے طالبات کی شاخ قائم کی گئی ہے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ دسمبر 2005ء میں درس نظامی کی کلاسز کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے نگینہ ہسپتال بھی تعمیر ہو چکا ہے اور ہزاروں مریض فیض یاب ہو چکے ہیں اور ہورہے ہیں۔

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) اور انجمن اشاعت دین اسلام (رجسٹرڈ) نے خدمت انسانیت کے جذبہ سے سرشار ہوتے ہوئے، زلزلہ زدگان کی بھرپور مدد کی اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری وساری ہے جس کی رپورٹ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کے نومبر اور دسمبر کے شمارہ میں اور دو خوبصورت کتابوں ''استغفر اللہ'' اور ''قربانی اور اس کے مسائل'' میں بھی شائع ہوچکی ہے۔

عید قربان کی آمد آمد ہے۔ تمام احباب برادران طریقت اور تبلیغ دین اور انسانی خدمت کے جذبہ سے سرشار حضرات کو دعوت ہے کہ سوسائٹی اور انجمن کی تعلیمی، تبلیغی اور خدمتِ انسانیت کی سرگرمیوں کو برقرار رکھنے اور وسیع کرنے کے لئے بھرپور انداز میں قربانی کی کھالیں جمع کروائیں۔ اس سلسلہ میں مختلف علاقوں میں قربانی کی کھالیں جمع کروانے کے کیمپ لگائے جائیں گے۔ مرکزی کیمپ جامع مسجد نگینہ چائنہ سکیم (گوجر پورہ) لاہور میں لگایا جائے گا۔ انشاء اللہ العزیز

رابطہ: 6823128, 6846677, 0300-4273340, 0300-4421872

داخلہ جاری ہے

درس نظامی کی کلاسز کا اجراء برائے طلباء

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ جس نے اپنے پیارے محبوب سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے صدقہ ہمیں عشق مصطفیٰ اور محبت مصطفیٰ ﷺ سے بھرپور سینہ رکھنے والے نگینہ حضرت قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کی سربراہی میں دین اسلام کے علم کی روشنی گھر گھر پہنچانے کی توفیق عطا فرمائی۔

نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) کے زیر اہتمام جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات چائنہ سکیم اور شاد باغ سے طلباء اور طالبات ترجمۃ القرآن، عالمہ فاضلہ اور فاضل عربی کی تعلیم حاصل کر کے رب ذوالجلال کے احکامات اور اس کے پیارے محبوب کریم ﷺ کی محبتوں اور شفقتوں کے پیغامات غلامانِ مصطفیٰ ﷺ تک پہنچانے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونے والی بچے اور بچیاں نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے گھر، اپنے خاندان اور پوری قوم کے لئے مینارِ نور ثابت ہوتے ہیں اور ہوتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے تعلیمی سلسلہ کو مزید بڑھانے کے لئے طلباء کے لئے درس نظامی کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔

حضرت علامہ محترم استاد الکل فی الکل علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری اور فضیلۃ الشیخ، شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحبان نے تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ علم کی برکت، فضیلت اور عظمت پر محبت بھرے انداز میں خطاب فرماتے ہوئے درس نظامی کی کلاسز کا افتتاح فرمایا۔

قبلہ علامہ محمد منشاء تابش قصوری نے طلباء کو پہلا درس دیا اور جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات کی کامیابی وکامرانی کے لئے دعا کی۔ رب ذوالجلال کے حضور دعا ہے کہ اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقہ میں ہمارے قائدین اور علماء کرام کی زندگی، نامۂ اعمال اور علم میں برکت عطا فرمائے جن کی دن رات مساعی جمیلہ سے یہ درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ آمین!

احقر العباد

حاجی محمد یوسف

ناظم اعلیٰ جامعہ یوسفیہ برائے طلباء وطالبات